...gistrar News Pap... No. 0/34/66 N. P. C   Regd No. L. 1054

بستان اعلیٰ حضرت کا نورانی یمانی عرفانی

ماہنامہ

اعلیٰ حضرت

بریلی شریف

...دائرہ میں
سرخ نشان
ہے تو اس کا مطلب یہ
ہے کہ آپ کا چندہ خریداری
ختم ہوگیا ہے۔ آیندہ سال
کیلئے ... تو از راہ کرم منی آرڈر
سے زرچندہ ارسال فرمائیں
یا دفتر کو وی۔ پی کے ذریعہ
روانہ کرنے کیلئے مطلع
فرمائیں۔

ترسیل زر خط و کتابت کا
پتہ
دفتر ماہنامہ اعلیحضرت
محلہ خواجہ قطب بریلی شریف

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث ...

Bareilly Electric Press, Bareilly.

...نے بریلی الیکٹرک پریس بریلی میں چھپوا کر دفتر اعلیحضرت خواجہ قطب سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۵۴ ۔ ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ تمام سنی جرائد میں کثیر الاشاعت L :054

ٹیلیفون نمبر (۹۲)

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَا
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

(۷۸۶) تار کا پتہ اعلیٰ حضرت خواجہ قطب بریلی

سنہ ۱۳۸۵ھ ربیع الاول

دار العلوم منظر اسلام کا مذہبی اصلاحی اور معاشرتی

سنہ ۱۹۶۵ء جولائی

اعلیٰ حضرت

ماہنامہ

بریلی شریف

طلوع ۶

قمر ۵

زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں صاحب مدظلہ مفسر اعظم ہند

فی کاپی ۷۵

چندہ سالانہ ۵

ایڈیٹر: ریحان رضا خان

فہرست مضامین

فی کاپی ۹۰

اگر اس دائرہ میں
سرخ نشان
ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ خریداری ختم ہوگیا ہے۔ آیندہ سال کیلئے یا تو از راہ کرم منی آرڈر سے زر چندہ ارسال فرمائیں یا دفتر کو وی۔ پی کے ذریعہ روانہ کرنے کیلئے مطلع فرمائیں۔

ترسیل زر خط و کتابت کا
پتہ
دفتر ماہنامہ "اعلیحضرت" محلہ خواجہ قطب بریلی شریف

بیرونی ممالک سے ۸ روپے

پاکستانی حضرات

سالانہ چندہ مندرجہ ذیل پتہ پر جمع کرکے رسید دفتر ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" محلہ خواجہ قطب بریلی شریف روانہ فرمائیں رسالہ اُن کے نام جاری کردیا جائے گا۔

(۱) محمد شفیع صاحب سلطان مینشن مقابل حبیب بینک رامپارٹ روڈ کراچی۔

(۲) دفتر رسالہ محبوب حق جامعہ رضویہ شیخ الحدیث روڈ لائل پور۔

مولوی محمد ابراہیم رضا خاں پرنٹر و پبلشر اور ریحان رضا خان ایڈیٹر نے بریلی الیکٹرک پریس بریلی میں چھپوا کر دفتر اعلیحضرت خواجہ قطب سے شائع کیا

کلام الامام امام الکلام

حضور پُر نورِ اعلیٰ حضرت مجدد ملت رضی اللہ عنہ

آنکھیں رو رو کے سوجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

کوئی دن میں یہ سرا اُوجڑ ہے
ارے او چھاؤنی چھانے والے

ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے
دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے

ارے بد فال بُری ہوتی ہے
دیس کا جنگلا سنانے والے

سُن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام
اُو درِ یار کے جانے والے

پھر نہ کروٹ لی مدینے کی طرف
ارے چل جھوٹے بہانے والے

نفس میں خاک ہوا تو نہ مٹا
ہے مری جان کے کھانے والے

جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو
طیبہ سے خلد میں آنے والے

نیم جلوے میں دو عالم گلزار
واہ وا رنگ جمانے والے

حُسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سُنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

وہی دھوم اُن کی ہے ماشاءاللہ
مٹ گئے آپ مٹانے والے

لبِ سیراب کا صدقہ پانی
اے لگی دل کی بجھانے والے

ساتھ لے لو مجھے میں مجرم ہوں
راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے

ہو گیا دھک سے کلیجہ میرا
ہائے رخصت کی سُنانے والے

خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز
کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

کشتۂ دشتِ حرم جنت کی
کھڑکیاں اپنی سرہانے والے

کیوں رضاؔ آج گلی سونی ہے
اُٹھ مرے دھوم مچانے والے

افتتاحیہ

عید میلاد النبی کی رنگین ساعتیں

(ادارہ)

آج وہ مبارک روز جاں افروز ہے کہ جس روز رب کونین کی رحمت خاصہ کا ظہور ہوا یسبوح و قدوس رب کی رحمت عامہ انسانی لباس میں جلوہ فرما ہوئی۔ یہی وہ دن ہے کہ جس روز کلمۃ التوحید کے نعروں سے آسمان و زمین گونج اٹھے۔ خدائے واحد کے پیغام کی روشنی پھیلانے والا آفتاب بطحا کی پہاڑیوں سے طلوع ہوا۔ اور کونین کے ذرہ ذرہ کو خدا کا آخری پیغام پہنچا کر جگمگا دیا۔ فاران کی چوٹیوں سے وہ سورج طلوع ہوا کہ جس کی شعاع مقناطیس کے آگے تمام ادیان باطلہ کے نجوم بے نور ہو کر رہ گئے۔ انسانیت کے سب سے بڑے داعیٔ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو پیغام لیکر ہم تک آئے تھے اور جس پیغام کی حفاظت نہ صرف حفاظت بلکہ اُس پیغام کو دوسروں تک پہنچا دینا ہمارا فرض قرار دیدیا گیا تھا' ہم نے اُس فرض کو فراموش کر دیا۔ ہم اس احساس سے غافل ہوگئے

آج مسلمانوں کو اپنی پستی و بدحالی اپنی ذلت تباہی کی شکایت ہے ــــ وہ دنیا کی پس ماندہ ترین قوم بن چکے ہیں۔ آخر یہ کیوں ہے؟ اور یہ سب کچھ کس لئے ہے؟ اس کا صرف ایک جواب ہے کہ " از ماست کہ بر ماست۔ " مسلمانوں کی یہ شکایت بجا سہی۔ لیکن صرف تشخیص مرض ازالۂ مرض کیلئے کافی نہیں۔ تاوقتیکہ وہ اسباب بھی تلاش نہ کر لئے جائیں جن سے کہ ازالۂ مرض ہو سکے۔

مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کا۔ خاد صرف اسی میں مضمر ہے کہ اُن کی زندگی اور موت صرف مرضیٔ الٰہی کیلئے وقف ہو۔ اُن کی زندگی کا لمحہ لمحہ رضائے الٰہی میں گذرے اُن کے دل میں صرف ایک رب واحد قہار کا خوف ہو ــ اور یہ مسلّم امر ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے دنیا کی ہر چیز اُس سے ڈرتی ہے۔ نہ اُسے کسی فرد کا خوف ہوتا ہے نہ کسی جماعت کا۔ عدو گزرہ موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا ہے اور مرد مومن کا نشان ہی یہ ہے ؎ " چو مرگ آید تبسم برلب اوست "۔

جب مسلمان اس منزل پر پہنچ جاتا ہے تو وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ ماسوا سے بیگانہ بنجاتا ہے صرف اپنے رب کی مرضی کا طالب ہوتا ہے ـــــ اور مرضی رب اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی کہ جب تک اُس کے محبوب اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل نہ ہو جائے۔

مگر یہ کتنے بڑے دُکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آج کا مسلمان نافرمانی رب کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی پر مائل ہے اور پھر بھی وہ رضائے الٰہی اور خوشنودی رسول الٰہی کا طالب ہے۔ اور اس کا شاکی ہے کہ اُسے پہلا سا وہ اقتدار کیوں نصیب نہیں ـــ وہ دولت و حشمت اس سے کیوں چھین لی گئی ـــ وہ حکومت و سلطنت جس کی یادگار صرف تاریخ کے صفحات میں اُس سے کیوں چھین لی گئی ـــ

کاش اس شکوہ و شکایت سے پہلے مسلمان اپنے نامۂ اعمال پر نظر ڈالتا۔ اپنے کردار کو پرکھتا اپنی سوچ اور زندگی کے ہر شعبہ کو تنقیدی نگاہوں سے جانچتا تو اُسے معلوم ہو جاتا کہ اُس کی بدحالی و تنزل کا سب سے بڑا سبب نافرمانی رب اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سے روگردانی ہے ــــ اور اسی نافرمانی کے باعث وہ دنیا کی ہر قوم کی نظر میں ذلیل ہو گیا ہے۔ من حیث الجماعت اس کے وجود کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

؎ قوم را رمز بقا از دست رفت
ہیبتِ نام مصطفےٰ از دست رفت

مسلمان اب بھی اگر دنیا میں بحیثیت مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اُن کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر اسلام کی حقیقی روح پیدا کریں۔ آج سے چودہ سو سال پہلے سرزمین بطحا سے جو پیغام ان کو دیا گیا تھا اُس پیغام کے حامل بنجائیں۔ دینی زندگی کا لمحہ لمحہ قرآنی آئینہ میں ڈھال لیں۔ احکام الٰہی و فرمان رسالت کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنالیں۔ یہ وعدۂ الٰہی ہے کہ

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

کہ کاش وہ مبارک و مسعود دن ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ جب خدا کی رحمت کاملہ لباس بشریت میں جلوہ گر ہوئی تھی اور جس نے کائنات کو اپنے انوار سے روشن فرمادیا تھا۔ ہاں یہی وہ دن ہے کہ جس دن اسلام کی منور شعاعیں ہر حصہ ارض پر پڑیں ضرورت ہے کہ اس مقدس یوم کی رنگین ساعتوں میں مسلمان ایک بار پھر صدق دل سے عہد واثق کرلیں کہ آج سے انکی زندگی قرآنی زندگی ہوگی۔ انکی حیات کا لمحہ لمحہ قرآنی تعلیمات کے مطابق بسر ہوگا۔ اُن کی زندگی و حیات فرمان الٰہی اور احکامات نبوت کی آئینہ دار ہوگی۔

تو پھر یہی کائنات انکی ہوگی۔ اور وہ اس کائنات کے واحد حکمران ہونگے

شرمناک خیانت

وہابیہ دیابنہ کی یہ پرانی عادت ہے کہ وہ علمائے اہل سنت کی کتابوں میں ترمیم و تحریف و خیانت کا جرم کرتے رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان کی جسارت کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ اب سے کچھ سال قبل خود ہی ایسی کتابیں تصنیف کرلیں، جو عقائد اہل سنت کے خلاف تھیں۔ اور بکمال بیشرمی و بیحیائی اُن کو منسوب کردیا اعلیٰحضرت امام اہل سنت کے والد ماجد اور حضرت سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اعلیٰحضرت کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے۔ اور بے شرمی کی حد یہیں تک نہیں بلکہ سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک سے بھی ایک کتاب گڑھ لی۔ اور انتہائی بےحیائی کے ساتھ مطابع کے نام گڑھ لئے۔ چنانچہ اپنی اسی دیرینہ عادت کے تحت اعلیٰحضرت کے ترجمہ قرآن پاک میں اور صدر الافاضل کی تفسیر میں بھی خیانت و تحریف سے باز نہ آئے۔ خیال یہ تھا کہ یہ وہابیہ دیوبندیہ لاکھ بیشرم سہی مگر اتنے بھی بے غیرت نہ ہونگے کہ ترجمہ قرآن پاک و تفسیر میں تحریف و خیانت کریں۔ لیکن ہے یہ کہ

"شرم پہ کتی است کہ پیش دیوبندیاں بیاید"

اعلیٰحضرت کے ترجمہ قرآن اور تفسیر خزائن العرفان مطبوعہ تاج کمپنی میں وہابیہ دیوبندیہ نے جو تحریف و خیانت کی ہے اُس کے متعلق تاج کمپنی کے کارکنان کو بار بار توجہ دلائی جا چکی ہے اور ذمہ دار اخبار و رسائل نے کمپنی کو اسطرف متوجہ کیا ہے۔ اور کمپنی کے مینجنگ ایجنٹ شیخ عنایت اللہ صاحب نے تحریری طور پر وعدہ بھی کیا کہ ترجمہ و تفسیر میں جو خیانت و تحریف کی گئی ہے اُس کیلئے وہ ایک اغلاط نامہ چھپوا دینگے تاکہ محرف شدہ عبارات کو اصل کے مطابق کرلیا جائے۔ لیکن ہماری اطلاع کے مطابق یہ اغلاط نامہ ابتک شائع نہیں ہوسکا ہے۔ ہم پُر زور الفاظ میں مینجنگ ڈائرکٹر صاحب سے یہ گزارش کرینگے کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدہ کو پورا کریں اور اغلاط نامہ شائع کرادیں۔ صرف یہی نہیں ایسے بد دیانت مجرم سے بھی سخت باز پرس کریں جس نے یہ قابل لعنت حرکت کی ہے شیخ عنایت اللہ صاحب ایک ذمہ دار ہستی ہیں۔ ایک ذمہ دار ادارہ کے مینجنگ ڈائرکٹر ہیں انکا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے ادارہ کو

ساتھ ہی ہمیں شیخ عنایت اللہ سے یہ بھی دریافت کرنا ہے کہ باوجود وعدہ کے اغلاط نامہ چھپوا دیا جائیگا، ابتک یہ اغلاط نامہ کی اشاعت میں

شاہراہ عمل

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا بصیرت افروز خطبہ
دور حاضرہ کے مسلمان کیلئے ایک درس عمل

اے غلام! اگر تو اسلام پر قائم نہیں ہے تو تیرے لئے ایمان بھی نہیں ہے۔ اگر ایمان نہیں ہے تو تیرے دل میں یقین کی روشنی بھی نہیں ہے۔ اور اگر یہ روشنی نہیں ہے تو پھر تو اُس کی معرفت اور اُسکے علم سے محروم ہے۔ اگر تیرا اسلام درست ہوگیا تو تیرے سارے کام بھی درست ہوجائینگے۔ ہرحال میں مسلمان بن جا۔ حدود شریعت کی حفاظت کر۔ اور اُسکو اپنے اوپر لازم کرلے اپنے آپ کو اسکے حکم کے آگے سونپ دے۔ یہ تسلیم و رضا اپنی ذات کے بارے میں بھی ہونا چاہئے دوسرے کے معاملے میں بھی۔ ادب کا پورا پورا لحاظ رکھ۔ اُس کے ساتھ بھی، اُسکی مخلوق کے ساتھ بھی۔ اپنے آپ پر ظلم مت کر کیونکہ ظلم دنیا و آخرت دونوں میں اندھیرا ہے ظلم دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ چہرے کو سیاہ کردیتا ہے نامۂ اعمال کو سیاہ کردیتا ہے۔ ظلم مت کر۔ ظالم سے تعاون مت کر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قیامت کے دن منادی پکاریگا ظالم لوگ کہاں ہیں اور ظالموں کے مددگار کہاں ہیں۔ کہاں ہیں وہ جنہوں نے اُن کیلئے قلم چھیل کردیا۔ کہاں ہیں وہ جنہوں نے اُن کیلئے روشنائی دوات میں ڈالی ہے۔ وہ سب کے سب جمع ہوں تاکہ اُن کو آگ کے تابوت میں ڈالدیا جائے۔ مخلوق سے بھاگو اور کوشش کرو کہ نہ مظلوم بنو نہ ظالم بنو نہ مقہور رہو نہ قاہر بنو۔ بیشک اللہ کی مدد مظلوم کیلئے ہے خاصکر اس صورت میں بھی جبکہ مخلوق میں سے اُس کا اور کوئی مددگار بھی نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب اُس شخص پر ظلم کیا جاتا ہے جسکا اور کوئی بھی مخلوق میں سے مددگار نہیں ہوتا تو خدا اُس سے کہتا ہے میں تیری مدد ضرور کرونگا چاہے کچھ زمانہ بعد کیوں نہو۔ صبر نصرت کا سبب ہوتا ہے۔ صبر ہی عزت و رفعت کو لے آتا ہے۔ اے اللہ ہم تجھ سے صبر مانگتے ہیں اور تقوے چاہتے ہیں اور ہر چیز سے فراغت و اطمینان کے طالب ہیں تیرے ہی ہوکر رہنا چاہتے ہیں۔ اپنے اور ہمارے درمیان سے حجاب اٹھادے۔ لوگو! تم اپنے اور خدا کے درمیان سے پردہ اٹھادینے کی کوشش کرو۔ اس پردے کے ہوتے ہوئے تمہاری استقلال کی خواہش ایک ہوس ہے۔ حکومت، اقتدار و جاہ حقیقی اسی مالک حقیقی کیلئے سزاوار ہے اے منافق! تو کبتک ریا و نفاق کے دلدل میں پھنسا رہیگا جس چیز کیلئے تو اس نفاق کا گناہ اپنے سر لے رہا ہے وہ بھی تیرے ہاتھ آنے کی نہیں۔ یعنی دنیا۔ کیا تجھے اپنے مالک کو حیا نہیں آتی اور عنقریب ہی اُس سے ملاقات کی توقع نہیں بظاہر تو تو اُس کیلئے عمل کر رہا ہے مگر باطن میں غیر کیلئے ہے۔ اسطرح تو خدا کو دھوکا دینا چاہتا ہے حالانکہ وہ تیرے پورے جزو کل سے واقف ہے۔ اب بھی موقع ہے تو ان باتوں سے باز آجا۔ اور اپنی کوتاہیوں کی تلافی کرلے اپنی نیت کو ٹھیک کرنیکی کوشش کرلے کہ ایک لقمہ بھی تو نہ چکھے ایک قدم بھی تو نہ چلے ایک کام بھی تو نہ کرے مگر صالح نیت سے جو صرف خدا کے قانون کے مطابق ہو۔ جب یہ بات پکی ہوجائے تو ہر کام جو تو کریگا وہ اُسی کیلئے ہوگا۔ تیری کلفتیں دور ہونے لگینگی اور اسکی تجھکو ایسی عادت ہوجائیگی کہ یہ صلاحیت ہی تیری طبیعت بنجائیگی۔ اسطرح جب تیری بندگی رب عزوجل کے لئے ٹھیک ہوجائیگی تو اب کسی بات میں تیرے لئے تکلف نہ رہیگا۔ کیونکہ وہ تیرا دوست ہوجائیگا۔ جب وہ تیرا دوست ہو گیا تو اب تو ہر چیز سے بے فکر ہو گیا۔ یعنی مخلوق کی احتیاج سے مستغنی ہو گیا۔

اللہ علیہ وسلم قال من کان یومن باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یومن باللہ والیوم الاٰخر فلیقل خیرا او لیسکت۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ وہ نیک بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من اعطیھن فقد اعطی خیر الدنیا والاٰخرۃ قلب شاکر ولسان ذاکر وبدن علی البلاء صابر وزوجۃ لا تبغیہ خونا فی نفسھا ومالہ۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار چیزیں ہیں وہ جس کو عطا کی گئیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی گئی۔ شکرگزار دل۔ ذکر الٰہی کرنیوالی زبان اور مصیبت پر صبر کرنے والا بدن اور وہ بیوی جو اپنے شوہر کی خیانت نہ کرے نہ اپنے نفس میں نہ مال میں:

عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی ثلث لا تؤخرھا۔ الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا۔

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تین چیزوں میں دیر نہ کرو۔ ایک نماز کہ جب اُس کا وقت آئے۔ دوسرے جنازہ جب حاضر ہو۔ تیسرے بے شوہر عورت جب اُس کا جوڑا (کفو) مل جائے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الذی لا یودی زکوٰۃ مالہ یخیل الیہ مالہ یوم القیمۃ شجاعا لہ زبیبتان قال فیلزمہ او یطوقہ یقول انا کنزک انا کنزک۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا ہے وہ مال قیامت کے دن ایک بڑے سانپ کی شکل میں اس کو چمٹا ہوا ہوگا یا گلے میں طوق ہوگا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا مال ہوں۔

ضرورت ہے

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الحاج شاہ مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دار العلوم رضویہ **منظر اسلام** محلہ سوداگران بریلی شریف کے لئے کم از کم پانچ سالہ تجربہ کار مدرسین کی ضرورت ہے جو بخوبی شرح وقایہ، شرح تہذیب، قطبی، نور الانوار، مشکوٰۃ، جلالین، شرح جامی وغیرہ کا درس دے سکیں مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہونا ضروری ہے۔ تنخواہیں حسب لیاقت دی جائیں گی۔ مفصل خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر فرمائیں۔

اڈیٹر دار العلوم سید اعجاز حسین رضوی
ناولٹی بوٹ ہاؤس شو مارکیٹ
سنہری مسجد۔ بریلی شریف

سر راہے

(امید رضوی)

ملت اسلامیہ کی تباہی اور پستی کا مرثیہ ایسا نہیں ہے جو دو چار لفظوں یا دو چار سطروں میں ختم ہو جائے اور یہ تباہی و پستی آج سے نہیں کئی صدیوں سے اسیر مسلط ہے۔ اور ستم ظریفی یہ کہ خود پوری ملت کو اپنی اس پستی اس تباہی و بربادی اور اس ذلت کا احساس نہیں۔ یا یہ بھی تو ایسا ہی جیسے کوئی نیند کا ماتا کچھ دیر کے لئے بیدار ہو جائے اور پھر اس پر غفلت کی گہری نیند طاری ہو جائے ـــ جگانے والے لاکھ اُس کو جگاتے رہیں، ہوشیار کرنے والے اُس کو ہوشیار کرتے رہیں مگر وہ پھر کروٹ لیکر بے حسی کی نیند سو جائے ـــ یہ بے حسی یہ عدم احساس یہ غفلت کی گہری نیند دلیل ہے مردہ ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے ـــ

وہ کون سے ادبار و مصائب ہیں جو پوری ملت اسلامیہ جن کا شکار نہیں۔ اقتصادی پریشانیاں، معاشی شکار تہی دستی، مفلوک الحالی غرض وہ کونسی مصیبت یا پریشانی نہیں ہے جو اس قوم پر مسلط نہ ہو۔ دینی عزت و وجاہت درکنار دنیوی اعزاز و اقتدار سے بھی محروم اور یہ سب کچھ صرف اسلئے ہے کہ مسلمان انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے اُس راستے سے بھٹک گیا ہے جو صراط مستقیم کی طرف لیجاتا ہے۔ وہ صراط مستقیم جس کی بدولت قرون اولیٰ کے وہ مسلمان جو تہید ست و مفلوک تھے اور نان شبینہ کے محتاج، بڑی بڑی سلطنتوں اور حکومت کے مالک بنگئے تھے۔ برہنہ سروں پر کلاہ و تاج جگمگانے لگے تھے۔

آج کے مسلمان کی پستی و بدحالی کا صرف واحد سبب یہ ہے کہ وہ قانون شکن بنگیا ہے وہ دستور قدرت کا نافرمان بن چکا ہے۔ وہ احکام الٰہی و ارشادات نبوی کو فراموش کر چکا ہے وہ قانون قدرت جو آج بھی قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے وہ ضابطہ دستور الٰہی جسکی دفعات آج بھی فلاح دینی و دنیوی کی ضامن ہیں۔ اُسی قانون الٰہی سے روگردانی اور قانون شکنی نے مسلمان کو اس پستی و بدحالی تک پہنچایا ہے۔ یہ اُسی قانون سے بغاوت کا نتیجہ ہے کہ آج وہ دینی و دنیوی اطمینان و آسائش سے محروم ہے۔

قدرت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جب کوئی قوم حق کو چھوڑ کر باطل کی راہ اختیار کر لیتی ہے، نفس امارہ کی پیروی کرنے لگتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کو ٹھکرا دیتی ہے تو قدرت بھی اُس قوم کی طرف سے بے نیاز ہو جاتی ہے اور پھر انجام ہلاکی و فنا ہی ہوتا ہے۔

جب قوموں اور ملتوں کے دل سے حق و باطل کا امتیاز اٹھ جاتا ہے، اچھائی اور برائی میں فرق محسوس نہیں ہوتا، گناہ و ثواب کی تمیز باقی نہیں رہتی، رہنما و رہزن کی پہچان ختم ہو جاتی ہے تو مآل کار ذلت و پستی ہی ہوتا ہے ـــ

آج کا مسلمان بھی خیر و شر اور حق و باطل کے امتیاز سے بیگانہ بن چکا ہے، اُسے رہبر و رہزن میں فرق محسوس نہیں ہوتا وہ نہ جانے کتنے نا نگران ملت کے دام فریب میں پھنس چکا ہے اور عقل سلیم اسقدر ماؤف ہو چکی ہے کہ وہ رہنما و رہزن میں امتیاز نہیں کر سکتی۔ وہ ہر غول بیابانی کو اپنا خضر سمجھتا ہے۔ کسی نا نگران ملت کے پر فریب اسلوب بیان و انداز کلام کو دیکھکر اُسے اپنا امام مان لیتا ہے، کسی دشمن ایمان و دین کے لباس ظاہری کو دیکھکر اُسے عبا و قبا میں ملبوس دیکھکر دینی ملبوسات میں دیکھ کر اپنی کج فہمی و نادانی سے شیخ الاسلام سمجھ لیتا ہے حالانکہ یہی وہ نا نگران ملت ہیں جو قوم کی بدحالی و پستی کے ذمہ دار ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند

مدظلہ العالی

از سید اعجاز حسین اڈیٹر دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

حضرت مفتی اعظم ہند مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الحاج مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلف اصغر اور زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ ہیں۔ حضرت موصوف کی دینی و دنیوی برکات اظہر من الشمس ہیں۔ آپ صغر سنی ہی سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی خدمات میں مصروف رہے ہیں یہاں تک کہ بعد فراغ تعلیم امام اہل سنت کے پیش کار اور دست راست رہے۔ اعلیٰ حضرت کتابوں کی تصنیف میں اور مسائل کے جوابات میں مصروف رہتے اور کتابوں کے حوالے کیلئے آپ ہی کتب خانہ رضویہ سے مطلوبہ کتابیں نکالکر پیش کرتے۔ یہانتک کہ خود اعلیٰ حضرت نے ایکبار اپنی اور دوسرے علماء اہل سنت کی موجودگی میں آپ سے جواب فتوے لکھوایا اور خود اپنی تصدیق سے مزین فرماکر آپکو مفتی اعظم کا خطاب بخشا۔

حضرت موصوف کے تمام اوقات عام مخلوق کی فیض رسانی اور رفاہ عامہ میں صرف ہوتے ہیں۔ صبح نماز فجر کے بعد سے نماز عشا تک بلکہ بعض بعض روز نصف شب تک حاجتمندوں اور عقیدتمندوں کا اجتماع رہتا ہے۔ اور وہ حضرت کے فیوض سے بہرہ مند ہوتے رہتے ہیں۔ نماز عشا کے بعد جب عام آمد ورفت ختم ہو جاتی ہے تو آپ مسائل کے جوابات لکھنے کے علاوہ دارالافتا میں آئے ہوئے فتووں کے جوابات سنتے ہیں۔ پھر بقیہ وقت مطالعہ کتب اور ذکر و اذکار الٰہی میں گزارتے ہیں یہانتک کہ رات کے پچھلے پہر صرف کچھ دیر کیلئے استراحت فرماتے ہیں اور نماز فجر کے وقت بیدار ہو جاتے ہیں۔ اور نشست گاہ میں تشریف لے آتے ہیں۔ لوگ آتے جاتے ہیں اور خاموشی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ بیٹھتے جاتے ہیں۔ نشستوں کی ترتیب میں خاص امتیاز نہیں ہوتا غریب سے غریب شخص صدر مقام پر بیٹھ سکتا ہے۔ اور بیٹھتا ہے۔ حضرت موصوف ہر ایک شخص سے بلا امتیاز بہت اخلاق و محبت کے ساتھ اُس کا حال دریافت فرماتے ہیں اور اُس کی ضرورت پوری فرما دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ بیرون و بیرونجات سے آنے والے کثیر مہمانوں کے قیام و طعام کی بھی خود ہی نگرانی فرماتے ہیں کہ ان مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اگرچہ آپ سفرحیات کی تقریباً ۷۵ منزلیں طے فرما چکے ہیں لیکن ان کے باوجود آپ کے نظم و ضبط اوقات میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور یہی نہیں بلکہ آپ اس ضعف و کبرسنی کے عالم میں بھی اپنے مخلص عقیدتمندوں اور مریدوں کے اصرار پر دور دراز کا سفر فرماتے ہیں۔ انکساری کا یہ عالم ہے کبھی فرسٹ کلاس تو کیا سکنڈ کلاس میں بھی سفر کرنا پسند نہیں کرتے۔ اپنے مخلصین کے ساتھ تھرڈ کلاس ہی میں سفر کرتے ہیں اور کسی ذاتی نمود و نمائش کو پسند ہی نہیں فرماتے ——

مولےٰ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں حضرت .... مدوح ..... کو صحت و تندرستی مزید عطا فرمائے۔ اور آپ کا سایہ ہمیشہ اہل سنت کے سروں پر قائم رہے۔ آمین۔

"خوارج کا دوسرا روپ" (امید رضوی)

(سلسلہ کے لئے محرم ۸۵ھ کا شمارہ دیکھئے)

سنہ ۱۲۰۰ھ سرزمین نجد اور قبیلہ بنی تمیم سے ابن عبدالوہاب نے جنم لیا۔ اس کا دعوے تھا کہ وہ ایک نیا دین لیکر آیا ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ انی اتیتکم بدین جدید۔ یہ نیا دین کیا ہے خود اُس کی کتاب "کتاب التوحید" سے واضح ہے۔ اور اس نئے دین کی نیو جمانے کے لئے اُس نے

کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے کچھ معتزلہ کچھ ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ بدمذہبوں سے لیکر کچھ اپنے دل سے جوڑکر ایک رسالہ بنایا۔ محمد نام اُس عبدالوہاب کے چھوٹے بیٹے نے اُس میں بڑھاکر کتاب التوحید اُس کا نام رکھا۔ اور پھر اُس کو آپ اختصار کیا۔ حاصل یہ کہ تمام امت مرحومہ کافر ہے خصوصاً حرمین شریفین کے تاکہ اُن کا لوٹنا اور مارنا جہاد ٹھیرے۔" (سیف الجبار ص ۱۸، ۱۹)

الکوکبۃ الشہابیہ میں ہے کہ۔

"یہ فرقہ حادثہ گروہ خوارج کی ایک شاخ ہے جنہوں نے سب سے پہلے حضرت امیرالمؤمنین مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر خروج کیا اور اسد القہار کی ذوالفقار سے شکار ہوئے اور دارالبوار کا راستہ لیا جنکی نسبت حدیث میں آیا کہ وہ قیامت تک منقطع نہ ہونگے جب اُن کا ایک گروہ ہلاک ہوگا تو دوسرا گروہ سر اُٹھائیگا یہانتک کہ اُن کا پچھلا طائفہ دجال لعین کے ساتھ نکلیگا۔ بموجب اس وعدہ صادقہ کے یہ قوم مغضوب ہمیشہ فتنے اُٹھاتی رہی تیرہویں صدی کے شروع میں اُس نے دیار نجد سے خروج کیا اور نام نجدیہ مشہور ہوئی ——— اس طائفہ طائفہ کا ہمیشہ سے یہ مذہب رہا ہے کہ دنیا میں وہی موحد و مسلم ہیں باقی سب معاذ اللہ مشرک کافر۔" (ص ۵۵)

علامہ شامی اس گروہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابیوں کو معاذ اللہ کافر کہنا کچھ خارجیوں کیلئے ضروری نہیں۔ بلکہ یہ اُن خاص خارجیوں کا بیان ہے جنہوں نے ہمارے آقا و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر خروج کیا تھا۔ خارجی ہونے کو اتنا کافی ہے کہ جن پر خروج کریں انہیں اپنے عقیدے میں کافر جانیں۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے پیروؤں سے واقع ہوا جنہوں نے نجد سے نکلکر حرمین شریفین پر ظلماً قبضہ کیا۔ وہ اپنے آپ کو حنبلی بتاتے تھے۔ مگر اُن کا مذہب یہ تھا کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے خلاف مذہب ہیں مشرک ہیں۔ اسی بنا پر انھوں نے اہلسنت اور علمائے اہل سنت کا شہید کرنا حلال ٹھہرالیا یہانتک کہ اللہ عزوجل نے اُن کی شوکت توڑ دی اور اُن کے شہر ویران کئے مسلمانوں کے لشکر کو اُن پر فتح دی ۱۲۳۳ھ میں۔"

اُس خارجی مذہب کو باغوائے خلف شیخ نجدی پہلے یمن کے جنگلی گنواروں نے جو شیعہ زیدیہ کہلاتے تھے اختیار کیا اور بقول حضرت مصنف سیف الجبار

"دین و آئین سے محض ناواقف اپنے طریق کے اصول و فروع سے جاہل مطلق سوائے راہ لوٹنے اور ڈاکا

ارشاداتِ حسن

از حضرت مولانا حسن رحمۃ اللہ علیہ ارشد تلامذہ حضرت داغ مرحوم

وقتِ جلوہ بیخود و مدہوش شیدا کیوں نہ ہو / یہ تماشا ہو تو پھر ایسا تماشا کیوں نہ ہو

بے خود دیدار کی تربت پہ میلا کیوں نہ ہو / اُن کے جلوے کا تماشائی تماشا کیوں نہ ہو

ایک ہی جلوے نے روشن کر دیئے دونوں جہاں / کیوں نہ ہو اے آفتابِ عالم آرا کیوں نہ ہو

خواہشیں اپنی فدا کر دے رضائے دوست پر / پھر میں دیکھوں چاہنے والے کا چاہا کیوں نہ ہو

آپ کے نقشِ قدم کو خاک سے کیوں لیا ہے / دل کا ٹکڑا کیوں نہ ہو آنکھوں کا تارا کیوں نہ ہو

تیرے جلوے ہیں زمانے سے نرالے اے حبیب / تیرے جلووں پر فدا سارا زمانہ کیوں نہ ہو

ناصیہ سا ہیں درِ اقدس پہ اللہ رے نصیب / اب تو سر اُٹھتا نہیں محشر ہی برپا کیوں نہ ہو

وہ جو چاہینگے وہ ہوگا اُن کو جو چاہیں کریں / رب ہی جب چاہے اُنہیں پھر اُن کا چاہا کیوں نہ ہو

مجھ سے میں بھٹک گیا ہوں اُن کو پا سکتا نہیں / ڈھونڈھ لوں مجھ کو اگر میں اُن سے ملنا کیوں نہ ہو

جب دیت ہو جلوۂ جاناں قتیلِ عشق کی / زندۂ جاوید اُن کا مرنے والا کیوں نہ ہو

موت اور اُن کی گلی کی صدقے ایسی موت پر / زندگی کا لطف اس مرنے سے پیدا کیوں نہ ہو

جب چھکا کر مست کر دے گردشِ چشمِ حبیب / رند مے آشام کا پھر دَور دورا کیوں نہ ہو

اپنی ہستی سدِ راہِ وصلِ جاناں ہے حسن
ہم اگر گم جائیں تو پھر اُن سے ملنا کیوں نہ ہو

معارف الحدیث

ادارہ

عن عمر و بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد علی المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن یوم القیٰمۃ قال فاعلمنا احفظنا۔

"حضرت عمر بن اخطب انصاری راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر ادا کی اور منبر پر تشریف لیگئے اور ظہر تک خطبہ دیا۔ پھر ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور بیان فرمایا۔ یہانتک کہ عصر کا وقت ہوگیا تو حضور نے منبر سے اُتر کر نماز عصر کی امامت فرمائی پھر منبر پر تشریف لیگئے۔ یہانتک کہ سورج غروب ہوگیا (یعنی نماز مغرب کا وقت ہوگیا) تو قیامت کے دن تک، جو ہونے والا ہے اُن سب کی خبر دیدی۔ تو ہم میں زیادہ عالم وہ شخص ہے جس نے زیادہ یاد رکھا۔"

ف :۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماکان ومایکون کے عالم تھے اور ہیں۔ اور قیامت تک کے ہونے والے واقعات کا آپکو علم تھا اور ہے۔ اور غیب کا علم نبوت کی شانوں میں سے ایک شان ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی لئے نبی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور صحابہ کرام میں مشہور تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام غیبوں کا علم دیا گیا ہے۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ و بعثت الی الناس عامۃ۔

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔ اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔"

ف :۔ یعنی حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت عام ہے اور ساری دنیا کے بسنے والے حضور کے امتی ہیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر و مشرک۔ فرق صرف یہ ہے کہ مسلمان امت رحمت ہیں اور کافر و مشرک امت دعوت۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰتی باب الجنۃ فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فیقول بك امرت ان لا افتح لاحد قبلك۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آکر دروازہ کھولنے کا حکم دونگا۔ داروغہ جنت عرض کریگا۔ آپ کون ہیں۔ میں فرماؤں گا۔ میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ عرض کریگا کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے نہ کھولوں۔"

عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکن لہ ظل شمس ولا قمر ولا اثر لقضاء حاجتہ

"ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ آفتاب میں نہ ماہتاب میں اور نہ قضائے حاجت کا کوئی اثر دیکھا گیا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی

سلام حضوری کا جواز

مولانا سید محمد ہاشم صاحب
فاضل شمسی

حیرت ہے کہ علمیت کے ادعا کے بعد بھی یَا نَبِیّ سَلَامٌ عَلَیْكَ پر معترض ہونے والے لوگ اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ اور اپنے اس اعتراض کو برحق ثابت کرنے کیلئے وہ دو طریقے اختیار کرتے ہیں۔

اول یَا نَبِیّ سَلَامٌ عَلَیْكَ : مزو خطاب کا صیغہ ہے۔ آستانۂ نبوت و روضۂ انور سے دور رہ کر صیغۂ خطاب میں سلام بھیجنا جائز نہیں۔ کیونکہ حاضر و ناظر اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ اسکے سوا کسی مخلوق کو دور و نزدیک سے باخبر سمجھنا اور حاضر و ناظر کہنا شرک ہے۔

دوم۔ یَا نَبِیّ سَلَامٌ عَلَیْكَ کے کلمہ کے ساتھ قرآن و حدیث میں سلام بھیجنے کی روایت نہیں ہے۔ لہٰذا بدعت ہے۔

یہ دونوں دلیلیں اتنی مہمل اور لغو ہیں کہ اگر کسی صحیح الحواس عالم کی طرف منسوب کی جائیں تو وہ یقیناً اپنی سخت توہین سمجھتا۔ مگر آجکل بعض افراد جو لمبی چوڑی سندیں دکھاتے ہیں، ایسی ہی دلیلوں پر فخر کرتے ہیں۔ اور اپنی علمیت کا قلعہ تعمیر کرتے ہیں۔

پہلی دلیل۔ یہ دلیل غلط ہے کیونکہ نماز جو خالصۃً رب العزت کی یاد و ذکر ہے۔ "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِیْ۔ "نماز میری یاد کیلئے قائم کرو۔" (قرآن) اس میں سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کہکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنا فرض کر دیا گیا ہے۔ اور بندوں کی توجہ تنہا اللہ رب العزت پر مرکوز رہتی

اِنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر اسکو نہیں دیکھتے تو وہ تم کو دیکھتا ہے۔ (حدیث) اندرونِ نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ پھیری جا رہی ہے تاکہ ان کی خدمت میں عرض سلام ہو

اور سلام بھیجنے کا طریقہ بھی بڑا روح نواز ہے۔ یعنی حضور کو خطاب کے صیغے سے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ

یہی سلام صحابہ اپنی نمازوں میں عرض کرتے رہے جب وہ حضور کے ساتھ ہوتے تو اسوقت بھی ان ہی کلمات میں سلام عرض کرتے جب وہ تنہا نماز پڑھتے مسجد میں یا اپنے گھروں میں۔ اور یہی سلام اسوقت بھی عرض کرتے جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منزلوں دور سفارت جہاد اور دوسری اغراض سے کہیں اور تشریف لیجاتے اور یہی سلام بہ خطاب مشرق، مغرب، شمال، جنوب کے تمام مسلمان اپنی نمازوں میں پیش کرتے ہیں۔

اس سلام سے حاضر و ناظر کا عقیدہ پیدا ہوتا ہے تو ہو۔ دین تو وہی ہے جسے قرآن و حدیث دین کہیں۔ خواہ وہ کسی صاحب کو ناپسند ہو۔ اور وہ اسے شرک قرار دیں۔ اگر اس سلام سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علم غیب ثابت ہوتا ہو تو ہونے دو دین تو یہی رہے گا جو خدا اور رسول کی تعلیم ہے۔ اس کے خلاف صورت کسی کی نگاہ میں بہتر معلوم ہوتی ہے تو اسکی نگاہ کا قصور ہے اور سراسر گمراہی ہے۔

حاضر و ناظر کا مسئلہ بھی عجیب ہے۔ قرآن نے ہمیں یہ سبق دیا ہے۔ وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِهٖ "ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جو اللہ کے نام پر الحاد کرتے ہیں" لہٰذا کسی کو اس کا حق نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اللہ رب العزت کے اسماء حسنیٰ میں کمی یا اضافہ کرے ایسا ملحد کہلائے گا۔

اب ذرا اللہ جل جلالہٗ کے ننانوے ۹۹ ناموں کو جنہیں اسماء حسنیٰ کہتے ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو آپ کو اس فہرست میں حاضر و ناظر نام نہیں ملیں گے۔

کیا ظلم ہے کہ لوگ اپنی طرف سے اللہ رب العزت کو دو مزید نام عطا کرنے کی جرأت کریں۔ اور جو کوئی ان کے ان نئے ناموں سے اللہ کو نہ پکارے اور اللہ کے حق میں ان ناموں کو خاص تسلیم نہ کرے تو یہ لوگ اُسکو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔

اللہ رب العزت کو ہم علیم و خبیر، سمیع، بصیر جانتے ہیں۔ بعض لوگ معنوی لحاظ سے حاضر و ناظر دو مزید نام مذکورہ اسماء سے اخذ و اختراع کر کے اللہ تعالیٰ کو ان خود ساختہ ناموں سے پکارتے ہیں۔ پھر بھی یہ نام اللہ رب العزت کے حق میں خاص نہیں کہلائیں گے۔ کیونکہ حاضر و ناظر ناموں کے اصول۔ بنیادی اسماء کی نسبت جب غیر اللہ کی طرف ہوتی ہے اور قرآن مجید نے ان اسماء کی اضافت ماسوی اللہ کی طرف کی ہے تو پھر ان اسماء عامہ سے جو دو نئے نام نکالے جائیں گے، ان پر خصوصیت و تعیین کا حکم کیونکر لگایا جا سکتا ہے۔ نیز حاضر و ناظر جیسے نئے ناموں کو خاصۂ باری تعالیٰ کہنا حدیثوں اور واقعات کے سراسر خلاف ہے۔

ملک الموت ہر جاندار کیلئے حاضر و ناظر ہے۔ اور اسی باب میں آگے چلکر آپ پڑھیں گے کہ اللہ رب العزت نے ایک فرشتہ اس کام کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ عظمت میں متعین رہے اور اس فرشتے کی خاص صفت یہ ہے کہ تمام خلائق کے نام مع ولدیت اس کو معلوم ہیں۔ جب کوئی مومن کہیں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے وہ پیشکار بارگاہ نبوت فرشتہ روضۂ انور ہی سے روئے زمین پر پھیلے ہوئے تمام مومنین کی صلوٰۃ و سلام سن لیتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام بجا لانے والے کے نام کو نام و ولدیت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

اسی طرح جو فرشتہ لوگوں تک رزق پہنچانے پر متعین ہے اسکی نگاہ کے سامنے ہر کہہ و مہ اور ہر جاندار ہر وقت موجود ہیں۔ اور تمام لوگوں کو پورے علم و وقوف کے ساتھ رزق پہنچاتا ہے۔ لہٰذا حاضر و ناظر ہونے سے وہ فرشتۂ رزق خدا نہیں ہوگیا

جو فرشتہ ابر و باراں پر متعین ہے۔ تمام کرۂ زمین اس کی نگاہ میں ہے۔ حکم و مصلحت الٰہی کے مطابق وہ پانی برساتا ہے۔ حاضر و ناظر ہونے سے وہ خدا نہیں بن جاتا۔

ہر میت سے قبر و برزخ میں ربوبیت و رسالت کے متعلق نکیرین سوال کرتے ہیں۔ اور بخاری شریف کی روایت کے مطابق رسالت کے سوال کے وقت نکیرین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور اگر نکیرین بیک وقت ہر میت کے پاس موجود ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مشارٌ الیہ بنکر نظر آئیں تو اس حاضری و ناظری سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نہیں بن گئے۔

آغاز نبوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل (علیہ السلام) کو دیکھا کہ وہ اپنی اکیلی ذات سے تمام زمین، تمام فضا اور تمام آسمان کو محیط ہیں جس طرف بھی حضور نظر اٹھاتے جبریل ہی جبریل دکھائی دیتے اور آپ کو خطاب کر کے کہتے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انا جبریل وانت رسول اللہ۔ تو کیا اس محیط اور حاضر و ناظر ہونے سے جبریل خدا بن گئے.....؟

حقیقت یہ ہے کہ حاضر و ناظر نہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ ہیں اور نہ معنے کے لحاظ سے یہ اللہ جل مجدہ کے حق میں خاص ہیں۔ جبکہ جبریل امین سے لیکر آپ کے آستانہ پر متعین پیشکار فرشتہ تک حاضر و ناظر ہیں

غور فرمائیے کہ جب پیشکار دربار حاضر و ناظر ہے تو خود سرکار دربار کا کیا مقام ہوگا۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کیلئے سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور دور و نزدیک سے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کی تعلیمات اور روایات کافی ہیں

مسلمان جب تک زندہ ہیں بہ صیغۂ خطاب حضور پر سلام بھیجتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد قبروں میں حضور کو دیکھکر تصدیق رسالت

سے دوہائی بچانے کو بہت تھی نہ کہ وہ بھی یوں کہ سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کی دوہائی دیتا رہا میں نے نہ چھوڑا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوہائی دی۔ فوراً چھوڑ دیا۔

علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوہائی سنتے ہی حضور کی عظمت دل پر چھائی ہاتھ رک گیا۔

اقول۔ یعنی پہلی بات ایک معمولی ہو جانے سے ایسی مؤثر نہ ہوئی۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جس بات کا محاورہ کم ہوتا ہے اُس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوہائی بعینہٖ اللہ عزوجل کی دوہائی ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اللہ عزوجل ہی کی عظمت سے ناشی ہے۔

یہی مضمون عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ایک صاحب اپنے کسی غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کی دوہائی۔ اتنے میں غلام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا۔ اب کہا رسول اللہ کی دوہائی۔ فوراً اُن صاحب نے کوڑا ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم بیشک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اُس کی دوہائی دینے والے کو پناہ دی جائے۔ اُن صاحب نے عرض کی۔ یا رسول اللہ تو وہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔

اقول۔ الحمد للہ! اس حدیث نے تو اور بھی وہابی سر سے تیر کر دیا۔ صاف تصریح فرما دی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غلام کی دونوں دوہائیاں بھی سنیں۔ اور پہلی دوہائی پر اُن کا نہ رکنا اور دوسری پر فوراً باز رہنا بھی ملاحظہ فرمایا۔ مگر افسوس وہابیت کی ذلت و مردودیت کہ نہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس غلام سے فرماتے ہیں کہ تو مشرک ہو گیا۔ اللہ کے سوا میری دوہائی دیتا ہے۔ اور وہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دوہائی چھوڑ کر۔ نہ آقا سے ارشاد کرتے ہیں کہ ہائیں یہ کیسا شرک اکبر۔ خدا کی دوہائی کی وہ بے پرواہی۔ اور میری دوہائی پر یہ نظر۔ ایک تو میری دوہائی مانتی اور وہ بھی یوں کہ خدا کی دوہائی نہ مان کر۔ افسوس آقا اور غلام کو مشرک بنانا درکنار خود اس پر نصیحت فرماتے ہیں وہ کس مزے کی ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے دوہائی تو اپنی بھی قائم رکھی۔ اور اپنی دوہائی دینے پر پناہ بھی قائم رکھی۔ صرف اتنا ارشاد ہوا کہ خدا کی دوہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔

الحمد للہ! کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دین وہابیہ کے چھوٹے قرآن تقویۃ الایمان کی کچھ قدر نہ فرمائی اُسے سخت ذلت پہنچائی۔ جس میں اُن کا امام لکھتا ہے۔

"اول معنے شرک و توحید کے سمجھنا چاہئے اکثر لوگ پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اُن سے مرادیں مانگتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی غلام محی الدین۔ کوئی مشکل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیا انبیا سے کرگذرتے ہیں اور دعوے مسلمانی کا کئے جاتے ہیں سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔" اھ

مختصراً: ن دافع البلاء کے منکروں سے اتنا پوچھ دیجئے کہ کسی کی پناہ لینی اُس کی دوہائی دینی دفع بلا ہی کے لئے ہے یا کچھ اور و ذٰلک الوھابیۃ قوم لا یعقلون۔

(باقی)

جمالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حسان پاکستان جناب اختر الحامدی رضوی

ساقی مجھے جامِ مے عطا کر
نشہ بلا نظیر پلا کر!
لب تشنہ ہوں تشنگی بجھا دے
لا جام۔ تجھے خدا جزا دے
دل کو نہیں میرے تاب ساقی
لا جلد پلا شراب ساقی
جیلاں سے کشید کی ہوئی لا
میخانۂ غوث پاک کی لا
بغداد کی ہو بہار جس میں
ہو نکہتِ چار یار جس میں
ہو فاطمی انبساط جس میں
اور پنجتنی نشاط جس میں
بو چشتی ہو رنگ نقشبندی
ہو کیف و سرور سہروردی
نوری[1] سے معرفت پلا دے
جو قلب و دماغ کو جلا دے
ہر جرعہ میں کیف سرمدی ہو
وہ لا کہ جو آج تک نہ پی ہو
پاکیزہ سرور بھی ہو جس میں
اللہ کا نور بھی ہو جس میں
دارین کی لذتیں ہوں جس میں
کونین کی فرحتیں ہوں جس میں
فردوس کی نکہتیں ہوں جس میں
جنت کی لطافتیں ہوں جس میں
اے حامدِ[2] نور بار ساقی
یہ رند ترے نثار ساقی

ہے عید نوید موسم گل
کر آج شکست ساغر مُل
آنکھوں سے پلا کے مست کر دے
مدہوش شرابِ ہست کر دے
آج ایسی پلا کبھی نہ پی ہو
ہر جرعہ میں غسلِ روح بھی ہو
اس طرح ہو روح پاک ساقی
ہر سانس ہو تابناک ساقی
ہے غسل مئے طہور کا دن
ہے آج ظہور نور کا دن
دن آ گئے پھر مسرتوں کے
پھر بدلے نصیب قسمتوں کے
گلشن سے خزاں کا زور ٹوٹا
وہ غنچۂ نو چمن میں پھوٹا
تاریکیٔ کفر ہٹ رہی ہے
ظلمت کی گھٹا سمٹ رہی ہے
لو دور ہوئے مصیبت و غم
لہرایا وہ رحمتوں کا پرچم
اَکْمَلْتُ لَکُمْ کا دور آیا
رحمت نے کرم کا دن دکھایا
دن گیارھواں شب ہے بارھویں آج
ہے بارہ ربیع الاولیں آج
محبوب خدا ہیں آنے والے
سلطانِ دنیٰ ہیں آنے والے
کونین کے شاہ آ رہے ہیں
تشریف حضور لا رہے ہیں

ہے آمدِ تاجدارِ عالم
ہے آمدِ نوبہارِ عالم
کل مملکتِ خدا کے مالک
ہر شاہ کے ہر گدا کے مالک
ہے عرش پہ اقتدار جن کا
ہے فرش پہ اختیار جن کا
ہے چودہ طبق پہ جن کی شاہی
ہیں جن کے ملائکہ سپاہی
جو قاسم رزق کبریا ہیں
محبوب خدائے دوسرا ہیں
تابع ہیں انہیں کے انس و جن
مؤمن ہیں کرم سے جن کے مؤمن
جو دونوں جہاں کے تاجور ہیں
محبوب خدائے بحر و بر ہیں
وہ بے کسوں بے بسوں کے حامی
جن کے بشر و ملک سلامی
ہر کور و ضعیف کا سہارا
وہ آمنہ بی کے ماہ پارا
فریادِ غریب سننے والے
وہ دردِ قریب سننے والے
بے کس کرے غرب میں جو نالے
یہ شرق سے ہیں پہنچنے والے
آیا وہ سرِ یتیم کا ظل
جو ٹوٹے ہوئے دلوں کا ہے دل
مظلوم پہ ظلم اب نہ ہوگا
اندھیر یہ روز و شب نہ ہوگا

(باقی)

[1] حضرت ابو الحسن احمد نوری قدس سرہ العزیز۔ [2] حضرت حجۃ الاسلام بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اپنے بازو اور طاقت پر نہیں ہو سکتی۔

اس سوال کا جواب بہت آسان ہے۔ سترہویں صدی عیسوی میں ترکوں اور انگریزوں میں کافی کشیدگی بڑھ گئی تھی۔ انگریز ترکوں کے پشتینی دشمن روس کا حلیف تھا۔ اور حکومت ترکیہ بھی نپولین سے مجاہدہ کرکے انگریزوں کے خون کی پیاسی بن چکی تھی۔ اسی زمانے میں سلطان سلیم ثالث نے اپنی فوج میں فوجی وردی میں تبدیلیاں کیں اور پرانی وردی کے بجائے اُن کو جدید وردی کوٹ اور پتلون پہننے کا حکم دیا۔ فوج نے یہ کہکر کہ یہ انگریزوں کا لباس ہے' اس کو پہننے سے انکار کر دیا۔ بات اتنی بڑھی کہ فوج باب عالی سے باغی ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ یہ بغاوت تمام فوجوں میں پھیل گئی۔

انگریز فطرتاً بہت بڑا شاطر اور مکار ہے۔ اُس نے اس بغاوت کو ہوا دی۔ اور یہ بھی تعجب نہیں کہ اس بغاوت میں بھی پس پردہ اُسی کا ہاتھ ہو۔

ادھر انگریز نے امیر درعیہ اور ابن عبدالوہاب کو جنگ کرنے کیلئے اُبھارا۔ ابن عبدالوہاب تو ایسے موقع کی تاک ہی میں تھا۔ اتفاق وقت کہ باغی فوجیں عرب خالی کرکے باب عالی کی طرف سمٹ رہی تھیں۔ اور جب ترکی فوجوں سے عرب خالی ہو گیا تو ابن عبدالوہاب اور امیر درعیہ حجاز مقدس پہنچے۔ اور وہاں پہنچکر اُنہوں نے جس درندگی اور اپنی شقاوت قلبی کا مظاہرہ کیا وہ آپ سطور بالا میں پڑھ چکے ہیں۔

بغیر انگریزوں کی امداد اور تعاون کے ایک محدود و مختصر رقبہ کا امیر سلطنت عثمانیہ سے ٹکرانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ ایک طرف انگریز نے عثمانی افواج میں بغاوت کو ہوا دی اور دوسری طرف اپنے زر خرید غلاموں ابن عبدالوہاب اور امیر درعیہ کو اسلحہ سے لیس کرکے حکومت عثمانیہ کے مقابل لاکر کھڑا کر دیا۔

ابن عبدالوہاب کے گروہ کا سلطنت عثمانیہ پر حملہ کرنا اور اُن میں بھی مقامات مقدسہ کا انتخاب انگریز ہی کی ذہنیت تھی۔ ورنہ کہاں ایک قبیلہ کا شیخ اور کہاں سلطنت عثمانیہ — یہ ہرگز سمجھ میں آنے کی بات نہیں کہ اتنی بڑی سلطنت سے چھیڑ چھاڑ اُس نے اپنے بل بوتے پر کی ہو۔ اور اُس پر یہ جرأت کہ سلطان المعظم کو بھی اپنے نئے دین کی دعوت دی۔ اور پھر مقامات مقدسہ کا ان مظالم کیلئے انتخاب۔ یہ ساری اسکیم کافر انگریز کی تھی۔ نام کا مسلمان بھی جسے گوارا نہ کر سکتا تھا۔ دشمنی۔ کفر۔ لالچ یہی تینوں چیزیں ایسی بے غیرتی کا سبب ہو سکتے تھے۔ تو یہاں تینوں فراہم تھے۔ انگریز کی اسلام دشمنی اور اُس کا کفران کا مشیر تھا۔ اور ان کا لالچ اُس کے مشورے کا مؤید تھا۔" (اسباب زوال ص۳۱)

اور اس کی تصدیق مزید نواب صدیق حسن خان کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ

"سعود نجدی کی لڑائی بوہروں اور عرب کے بدوؤں سے تھی کسی ہندو راجہ یا سرکار انگریزی سے نہ تھی۔" (ترجمان وہابیہ ص۸۸ مطبوعہ مفید عام آگرہ سنہ ۱۳۰۰ھ)

"وہ (ابن عبدالوہاب) سارے جہان کے مسلمانوں کو کافر سمجھکر خون کرنا اور لوٹنا خلق کا اچھا جانتا تھا۔" (ترجمان وہابیہ ص۸۸)

(باقی باقی)

ضروری گزارش

وہ حضرات جو اپنی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ مدرسہ منظر اسلام کو روانہ فرماتے ہیں۔ ازراہ کرم ڈرافٹ برصرف ریحان رضا خان تحریر فرمایا کریں۔

(مسلسل)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کاملہ کی ایک جھلک

از افادات امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی حضور مالک غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں۔ "جب حضور میرے شکم (پاک) سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابر نے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ادنی سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں۔ اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے۔ اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں۔ اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں۔ نفع کی کنجیاں۔ نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبضہ فرما لیا۔

پھر اور ابر نے حضور کو ڈھانپا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے۔ اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔ واہ وا ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی۔ زمین و آسمان میں کوئی ایسی مخلوق نہ رہی جو اُن کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی۔ رضوان خازن جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لیکر گوش اقدس میں عرض کی۔ حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں۔ رعب و دبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچا سنے گا اُس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اُٹھے گا۔ اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو۔ اے اللہ کے نائب۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلک وسلم۔

ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو ایک "اللہ کا نائب" کہنے ہی میں سب کچھ آ گیا۔ اللہ کا نائب ایسا ہی تو چاہئے کہ جس کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔" ایک دنیا کے کتے کا نائب کہیں کا صوبہ اُس کی طرف سے وہاں کے سیاہ و سفید کا مختار ہوتا ہے۔ مگر اللہ کا نائب کسی پتھر کا نائب ہے وماقدروا اللہ حق قدرہ۔ بدولتوں نے اللہ ہی کی قدر نہ جانی۔ لا واللہ۔ اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اختیار رکھتا ہے جب تو اللہ کا نائب کہلایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

مسلم شریف میں حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے غلام نے کہنا شروع کیا۔ اللہ کی دوہائی اللہ کی دوہائی انہوں نے ہاتھ نہ روکا۔ غلام نے کہا رسول اللہ کی دوہائی۔ فوراً چھوڑ دیا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم بیشک اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تو اس [illegible] غلام پر۔ انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔

الحمد للہ! اس حدیث صحیح [illegible] جو تو وہابیت کو ڈوب مرنے کی [illegible] تو خدا جانے بیمار دلوں پر کیا [illegible] اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوہائی [illegible]

کے کچھ بھی نہ جانتے تھے' اس مذہب کو اپنے موافق پایا اور پھر اپنی خوشی سے قبول کیا۔"

(صفحہ ۲۳)

غرض سب سے پہلے شیخ نجدی نے اپنے زمانے سے لیکر چھ سو برس کے گذرے ہوئے مسلمانوں کو مشرک بنا دیا

"ایک شخص نے عبدالوہاب سے پوچھا یہ دین جو تم لائے ہو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ سے مسلسل چلا آرہا ہے یا بیچ بیچ سے کٹ گیا تھا؟ اُس نے کہا کہ میرے پیر اور اُن کے پیر چھ سو برس تک سے برابر مشرک چلے آرہے ہیں۔"

اور وجوہ شرک اُس نے عظمت ومحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتائیں کہ

"اگلے کافر (کفار قریش) لات وعزیٰ وسواع (یہ تینوں بتوں کے نام ہیں) کو پوجتے تھے اور یہ پچھلے کافر (مسلمان) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، علی اور عبدالقادر کو پوجتے ہیں۔"

ایک جگہ کہتا ہے۔

"اے پاگلو (مسلمانو) یا اللہ کیوں نہیں کہتے حالانکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ ایسی حالت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف آنے اور اُن کی طرف رخ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

یہانتک کہ وہ اور اُسکے پیرو کہتے تھے کہ

"ہماری یہ لکڑی (معاذ اللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر ہے کہ یہ سانپ مارنے میں کام آتی ہے۔ اسکے اور بھی کام ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو وفات پاگئے۔ اُن سے کوئی نفع نہ رہا۔ وہ ڈاکیہ جیسے تھے اور گذر بھی گئے۔"

اور جو روضۂ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے کہتا تھا۔

(ہبل وہ صنم اکبر۔ یہ عبارت ہے (معاذ اللہ))

اُس کی کتاب التوحید میں جو درحقیقت کتاب التلبیس ہے اور وہ شرک کی بم چھپے ہوئے ہیں کہ جن سے نہ صرف اُس زمانہ کے مسلمان بلکہ صحابہ کرام اور خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ بچ سکے۔ اُس نے اپنے اس دین جدید کی اشاعت کیلئے امیر درعیہ والی نجد کو اپنا ہم عقیدہ، ہم مسلک اور شریک بنایا۔ علامہ سید دحلان فرماتے ہیں کہ

"وابتدائے ظہور وے در سن یک ہزار یکصد و چہل و سہ (۱۱۴۳ھ) بود و در سال ہزار یکصد و پنجاہ (۱۱۵۰ھ) امر وے انتشار یافت (الی قولہ) واز جملہ امیران مشرق کہ بہ نصرت دعوت او قیام بلیغ نمودند محمد بن سعود امیر درعیہ بود بعد از وے پسرش عبدالعزیز و بعد ازاں سعود پسر عبدالعزیز۔ وایں سعودیاں از نسل بنی حنیفہ قوم مسیلمہ کذاب بودند و بعضے از مشائخ ابن عبدالوہاب کہ در مدینہ مطہرہ بودند در آوان تعلیم وے گفتند کہ ایں شخص عنقریب گمراہ مے گردد و گمراہ مے گرداند۔" (فتوحات اسلامیہ از سید دحلان مفتی مکہ مطبوعہ ۲ صفحہ ۲۰ سنہ ۲۳ مطبع دمترجمہ ہرات)

چونکہ اُس کے پاس صرف زبان قلم تھے اور اپنے عقیدوں کو بالجبر پھیلانے اور اُن کی اشاعت کیلئے طاقت وقوت کی ضرورت تھی چنانچہ موجودہ ابن سعود کے مورث اعلیٰ امیر درعیہ والی نجد سے ایک خفیہ معاہدہ کیا کہ دنیوی معاملہ وسیاست وامارت سے تمہارا اور تمہاری نسل کا تعلق رہیگا لیکن دین جدید کی سیاست وامارت میری نسل سے متعلق رہیگی۔ چنانچہ جب یہ معاہدہ ہوچکا تو بارہویں صدی ہجری کا یہ خارجی لشکر لیکر حرمین طیبین پر حملہ آور ہوا اور وہاں کے بیگناہ باشندوں کا قتل عام کیا۔———

قتل وغارت کی ابتدا طائف شریف سے ہوئی اور انتہا کربلائے معلےٰ پر۔

"امیر درعیہ کی فوج اور نجدی درندوں نے پہلے طائف پر اور پھر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ وکربلائے معلےٰ پر شدید حملے کئے۔ علماء جو وارث انبیائے کرام ہیں' اور سادات عظام جو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہاری امانت ہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر شہید کئے گئے اور ان سب مقامات مقدسہ میں بڑا قتل عام ہوا۔ طائف میں شیرخوار بچے اپنی ماؤں کی گود میں ذبح کئے گئے۔ مخدرات اسلام کی عصمت دری اور عام لوٹ مار اور قتل وغارت کا تین دن بازار گرم رہا———

یہ وہ بقعۂ مبارک ہے جہاں حلال جانور کا شکار بھی حلال نہ تھا۔ وہاں بیت اللہ اور بیت الرسول میں پناہ لینے والوں کا خون بڑی بیدردی سے بہایا گیا۔ اور حرمین محترمین کی پاکدامن بیبیاں تین دن کیلئے نجدی درندوں پر حلال کردی گئیں۔"

(اسباب زوال صفحہ ۳۰)

حرمین شریفین کی لوٹ مار اور قتل وغارت کے بعد طائف وکربلا کے جو واقعات ایک مورخ نے بیان کئے ہیں اُسی کی زبانی سنئے۔

"کربلا میں نجدی بجبر داخل ہوا، وہاں نہتوں کو اُس نے قتل کیا اور اپنے لشکر کو لوٹ مار کی عام اجازت دیدی۔ سید الشہداء کے مزار شریف کا بھی سامان لوٹ لیا اور شہر کو تباہ کر ڈالا۔ طائف میں جو قتل عام ہوا ہے اُس کی مثال کسی مذہب وملت میں ملنا دشوار ہے۔ شیرخوار بچے ماؤں کی گود میں ذبح کردئے گئے اور مخدرات اسلام بھیڑ بکری کی طرح ایک کوٹھری میں بند کردی گئیں اور جو کچھ اُن کی بے حرمتی ہوئی وہ بھی مورخ بیان کرنے سے قاصر ہے اور یہ کہکر ٹال گیا کہ (بطول الکلام بذکرہ) اس ذکر سے بات لمبی ہوتی ہے۔" (اسباب زوال صفحہ ۳۳)

غرض اُس نے بڑی بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ سفاکی وشقاوت کا یہ عالم کہ مآثر مقدسہ تباہ وبرباد کردئے گئے۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پورا ہوکر رہا کہ

"وہ مسلمانوں کو قتل کرینگے اور بت پرستوں کو چھوڑ دینگے۔"

چنانچہ حرمین طیبین کے مسلمانوں پر کفر وشرک کے فتوے لگاکر اُن کا خون بہایا گیا۔ حرمین طیبین پر لشکر کشی اور وہاں کے بے گناہ باشندوں کا قتل عام کیا گیا۔ ہندوستان کے خواص اُس خارجی شقی ازلی کی اس شقاوت قلبی پر یوں اظہار مسرت کرتے ہیں کہ

"اُسی سال اُس کا بیٹا سعود ابن عبدالعزیز محمد مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخل ہوا اور حرم کو شرک وبدعت کی آلودگیوں سے پاک کرنے میں کامیاب ہوا۔ اسکے بعد اہل نجد کے حوصلے بڑھ گئے۔ اُن کی نگاہیں شام کی طرف اُٹھنے لگیں اور تمام دنیائے اسلام کو دعوت توحید سے آشنا کرنے کا خیال اُن کے دلوں میں گدگدی پیدا کرنے لگا۔ اُن کی دینی غیرت اور قومی شجاعت کامیابی کی ضمانت تھی۔ شام اور عراق کے علاقوں پر کئی کامیاب حملے بھی کئے۔"

(ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۱۹)

یہاں قدرتاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں حرمین مقدسین کے محافظ سلاطین عثمانی تھے۔ پھر اتنی بڑی قاہر سلطنت سے ایک قلیل جماعت کی چھیڑ چھاڑ کی ابتدا

۱؎ اس قتل وغارت اور واقعہ جانسوز پر مسعود عالم ندوی نے گھی کے چراغ جلائے ہیں اسکی کتاب ہندوستان میں اسلامی[۲]

۲ تحریک صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو ۲۲

کریں گے۔ آمین آمین آمین۔

(۳) اس عالم میں حضور پر صیغۂ خطاب میں سلام عرض کرنا خلاف شریعت ہے اور نہ عالم آخرت میں۔ یہ بہت کے لئے ایک ہی آن و گھڑی میں حضور کا دیدار مبارک کمال ہونا شروع ہے۔

جب نمازوں میں حضور کو مخاطب کر کے سلام عرض کرتے ہیں تو خارج نماز مخاطبت میں کیا استحالہ شرعیہ کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

تو فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اگر یہ قوت و قدرت خاصۂ باری تعالیٰ ہوں تو غیر حق اس سے متصف نہیں ہو سکتے تھے۔ لہٰذا وہ نزدیک کا ہو یا دور سے سننا خاصہ باری تعالیٰ نہیں رہا۔ اگر قرآن و حدیث کی روشنی میں کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر مانے اور ان پر درود، خطاب کے صیغے سے صلوٰۃ و سلام بھیجے تو ہرگز بدعتی و مشرک نہیں کہلائے گا۔ منکرین افراد بدعت و ضلالت میں مبتلا ہو سکتے ہیں کیونکہ سلام ان لیا السلام علیک ایہا النبی کی تعلیم دو ایت کی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں۔

دوسری دلیل:۔ یہ کہنا کہ یا نبی سلام علیک کے ساتھ عرض سلام کی روایت نہ حدیث سے ثابت ہے اور نہ قرآن مجید ہی سے۔

یہ دلیل تو پہلے سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ کیونکہ نماز میں سلام و صلوٰۃ کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل تشہد اور درود ابراہیمی۔ دوم قنوت و غیرہ۔ لیکن نماز سے باہر صلوٰۃ و سلام کے متعدد طریقے ہیں۔ ان میں سے کسی کو متعین نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ صلوٰۃ و سلام کی اہمیت اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔ اور طرزِ ادا میں ہر شخص آزاد ہے۔

اس لئے ہم دیکھتے ہیں اور سلف سے خلف تک یہ دستور ہے کہ جب کبھی حضور پاک کا نام لیا جاتا ہو تو مجلس میں مخلص اور زبانوں سے دہراتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آج تک کسی طرف سے اس کو بدعت نہیں کہا گیا۔ حالانکہ جتنی روایتیں اس سلسلے میں ہیں ان میں کسی جگہ اس طرح صلوٰۃ و سلام مروی نہیں ہے۔

الحاصل ہم سب صلوٰۃ و سلام کے پابند ہیں اور خاص طور کسی خاص طریقہ کا تعین نہیں ہے۔ سلام کی اصل پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اصل میں عرض سلام خطاب کے صیغے سے بہتر ہے۔ چنانچہ آپ جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بصیغۂ خطاب سلام عرض کرتے ہیں۔ آپ جب کسی دور دراز میں مقیم دوست یا عزیز کو خط تحریر فرماتے ہیں تو السلام علیکم بصیغۂ خطاب لکھتے ہیں۔ آپ ٹیلیفون پر کسی سے گفتگو کرتے ہیں تو بصیغۂ خطاب سلام کے بعد گفتگو کرتے ہیں۔ آپ جب کسی امریکی یا انگلستانی دوست کو ٹیلی وژن یا وائرلیس کے ذریعہ مخاطب کرتے ہیں تو بصیغۂ خطاب السلام علیکم کہتے ہیں۔ حالانکہ ان تمام صورتوں میں آپ کا مخاطب ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔ مگر خط کے سلسلہ میں آپ ڈاکخانہ کے نظام پر اعتماد کرتے ہیں۔ حالانکہ کبھی خطوط ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ ٹیلیفون میں برقی تار و ریڈیو اور وائرلیس میں برقی لہروں پر آپ کا یقین ہے۔ لہٰذا آپ غائب کو حاضر ماننے سے مشرک نہیں بنتے۔ اسی طرح کوئی شخص اپنے گھر میں اندرون خانہ بیٹھا ہو۔ آپ دروازے کے پیچھے اور دروازے کے باہر سے بصیغۂ خطاب السلام علیکم کہتے ہیں۔ کیونکہ اسے آپ جانتے ہیں کہ وہ یہیں ہے تو پھر کیا بات ہے کہ آپ یا نبی سلام علیک کو شرک و بدعت کہیں اور حاضر و ناظر کا جھگڑا کریں۔ جبکہ آپ کے ان تمام مادّی ذرائع سے زیادہ قابل یقین ذریعہ فرشتوں کا ہے۔

نیک فرشتے تو حاضر و ناظر بلکہ دو فرشتے ہر دم ہمارے ساتھ متعین ہیں۔

دوسری جماعت سیاحین فرشتوں کی ہے جو ہر جگہ سے درود و سلام کے پیغام جمع کرتے اور حضور کی خدمت اقدس میں پہنچاتے ہیں۔ اور خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت و قدرت، لطافت و نورانیت تمام فرشتوں کے مقابلہ میں بے انتہا زیادہ ہے۔ آپ مقام و دنئے سے ساحت قاب قوسین کے بعد اور بالائے عرش حجابات عرش کے جہاں دیکھ چکے ہیں۔ جہاں

تم کرتے ہیں خفیف مشغلہ کرتے ہیں۔ تنہا صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ مگر محبوب کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔ اور دوسروں کو بھی محبوب

حضرت کافی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

(از ڈاکٹر سید لطیف حسین صاحب ادیب)

نام سید کفایت علی، تخلص کافی۔ سید عبدی علی خان ذکی مرادآبادی کی نیتاً تاریخ کے ارشد تلامذہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ نعت گویان اُردو میں رفیع مقام کے مالک ہیں۔ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے الملفوظ حصہ دوم میں فرمایا ہے۔ "مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے۔" کافی کی شاعری عظمت کیلئے یہ سند استقدر اہم ہے کہ مزید اظہار خیال کرنا بیہودہ معلوم ہوتا ہے۔

حضرت کافی نے ۱۸۵۷ء کے زمانے میں ایک خوشنما مجلد مرتب کیا تھا اور اسکی اشاعت کی۔ ملک کے سربراہوں سے رابطہ قائم کیا۔ جنگ آزادی کے سلسلہ میں روہیلکھنڈ کے اضلاع میں سفر کئے۔ بعدہٗ آپ جنرل بخت خان روہیلہ کی افواج کے ہمراہ مرادآباد پہنچے اور انگریزوں کے خلاف کارروائیاں جاری رکھیں۔ فتح مرادآباد کے بعد ایک کمال فخرالدین کی مخبری پر مولانا گرفتار ہوئے اور مجمع عام کے سامنے پھانسی دیدی گئی۔ پھانسی کے وقت آپ بلند آواز سے یہ غزل پڑھ رہے تھے ؎

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اُڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پہ سخن رہ جائے گا

یہ واقعہ ۱۸۵۷ء کا ہے۔ ذیل میں جو نعت درج کی جارہی ہے وہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء کی تصنیف ہے اور جس کو شمائلیہ کی مشہور کتاب بہار خلد ترجمہ شمائل ترمذی سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ نعت جذبات کی تپش اور زبان کی سادگی و صفائی کی حامل ہے۔

گر تمنا ہے یہ جال مرا کامل ہووے
منہ تو دیکھو کہ ترے منہ کے مقابل ہووے
کیا یہ خورشید کہ خورشید قیامت ہو اگر
آپ کے آگے اسے تغیر نا مشکل ہووے
یاں خوش آیا نہیں بزم گل عارض پاک
نغمۂ عود ہو یا صوت عندلیب ہووے
آہ! برباد نہ یوں جائے مرا نالۂ و آہ
آہ کے ساتھ اگر جذبۂ کامل ہووے
لائیں گر آپ کی تصویر نکیر و منکر
کیا عجب گور مری خلد کی منزل ہووے
ماہ کیا سامنے گر آپ کے آوے خورشید
دھوئے نور سے خجلت اسے حاصل ہووے
شان اجلال پہ آجائیں اگر وہ رخسار
کس کو طاقت ہے کہ اس وقت مقابل ہووے
حلک دنیا کو وہ کیا خاک میں لیکر ڈالے
جو کوئی دولت دیدار کا سائل ہووے
اب تو بیٹھ حب دل حسرت زدہ گھبراتا ہے
یا الٰہی شب فرقت کہیں زائل ہووے

ہے تمنا یہی دن رات کہ روز محشر
دست کافی میں ترا پایۂ محمل ہووے

عورتوں کی صف میں امامت کرتی تھی۔

اس کو چند حضرات نے بہار شریعت کا حوالہ دیکر مکروہ تحریمی بتایا۔ بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۱۲ سطر نیچے سے دوسری میں لکھا ہے کہ عورتوں کے امام کیلئے مرد ہونا شرط نہیں۔ عورت بھی امام ہو سکتی ہے۔ اگرچہ مکروہ ہے۔ اور دوسری جگہ اسی حصہ سوم میں صفحہ ۱۱۲ پر سطر چھتیں کے اوپر لکھا ہے کہ عورت و خنثیٰ عورت کے امام ہو سکتے ہیں۔ مگر عورت کو مطلقاً امام ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ فرائض ہوں یا نوافل۔ پھر بھی اگر عورت عورتوں کی امامت کرے تو امام آگے نہ ہو۔ بلکہ بیچ میں کھڑی ہو۔ اور آگے ہوگی جب بھی نماز فاسد ہوگی۔ عورت نماز جنازہ کی بھی امامت کر سکتی ہے۔ اگرچہ مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

اس لئے براہ کرم مندرجہ بالا مشکلات کو دھیان میں رکھتے ہوئے تحریر فرمائیں۔ (محمد بخش)

الجواب۔ عورتوں کی جماعت تراویح میں بھی ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے۔ ویکرہ تحریما جماعة النساء ولو فی التراویح۔ ردالمحتار میں ہے (قولہ یکرہ تحریما) صرح بہ فی الفتح والبحر۔ جو عورت امام بنتی ہے اگر وہ وسط صف میں کھڑی نہ ہوتی تو دوسرا گناہ ہوتا اور جب وسط صف میں کھڑی ہوتی ہے تو صرف ایک گناہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولو تقدمت اثمت۔ ردالمحتار میں ہے۔ وانما اذا توسطت لا تزول الکراهة وانما ارشدوا الی التوسط لانه اقل کراهة من التقدم کما فی الشرح بحیر۔ عورتیں تنہا تنہا تراویح پڑھیں گناہ سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت اپنے خاوند کی بلا اجازت اپنے رشتہ داروں میں چلی جاتی تھی۔ رشتہ والے اس کو بلاتے بھی نہ تھے۔ بہت دفعہ ایسا واقعہ ہوا۔ اب عرصہ ایک ماہ کے قریب ہوا کہ اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں اپنے ماموں کے یہاں جاؤنگی خاوند نے کہا کہ کوئی بلانے آیا تھا۔ تو اس نے کہا کہ کوئی بلانے کیلئے نہیں آیا تھا میں اپنی خوشی سے جاؤنگی۔ خاوند نے کہا کہ بلا بلائے مت جاؤ۔ اُس نے کہا۔ نہیں میں جاؤنگی۔ خاوند نے کہا کہ اگر جاؤگی تو تم کو طلاق ہے۔ وہ چلی گئی۔ دوسرے روز ایک لڑکے کو کہلا کر بھیجا بلانے کیلئے۔ شام کو اس کا خاوند وہاں پہنچا تو اسکے مکان سے اندھیرا تھا۔ دیکھا کہ وہ عورت چارپائی پر لیٹی ہوئی ہے۔ اُسکے قریب ایک غیر شخص کھڑا ہوا ہے۔ اس کا آدمی دیکھکر بولا کہ کس سے باتیں کر رہی ہے کہنے لگی کہ محلہ کی لڑکیوں سے۔ اُس نے کہا کہ لڑکیاں کہاں ہیں اُسکے خاوند نے اُس کو تین چار جوتیاں ماریں۔ وہ دوسرا آدمی نکلکر باہر بھاگا۔ پھر اُس کا خاوند اپنے گھر واپس چلا آیا پھر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدو۔

دریافت طلب یہ ہے کہ وہ بلا اجازت چلی گئی۔ اور شوہر نے کہا تھا کہ اگر جاؤگی تو تم کو طلاق ہے۔ پھر وہ چلی گئی۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ ہاں ایک طلاق رجعی ہوگئی۔ عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے عورت راضی ہو یا راضی نہ ہو۔ اور عدت گذر جانے کے بعد عورت کی رضامندی سے نکاح جدید کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اگر وہ عورت مدخولہ نہ ہو نہ اُسکے ساتھ خلوت ہوئی ہو۔ تو ایک بائن طلاق ہوئی۔ اور اس صورت میں نکاح جدید کے بعد اُس کو رکھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کی شادی ہوئی اسکے بعد شادی شدہ بی بی زید کی فوت ہوگئی۔ چند دنوں کے بعد زید نے دوسری عورت کے ساتھ نکاح کر لیا۔ چند عرصہ کے بعد زید فوت ہو جاتا ہے اور زید کے ایک لڑکا پہلی بی بی سے ہے۔ وہ لڑکا دوسری بی بی کو زمین کچھ دینا نہیں چاہتا۔ لہذا زید کی بی بی کا کچھ حق ہے یا نہیں جو کچھ حکم شرع شریف کا ہو صادر فرمایا جائے۔

الجواب۔ اگر زید نے اپنی وفات پر پہلی بیوی سے ایک لڑکا اور دوسری بیوی وارث چھوڑے ہیں اور انکے علاوہ اپنا کوئی وارث نہیں چھوڑا ہے تو ایسی صورت میں زید کا ترکہ بعد ادائے دیون

قابلِ توجہ

خریداران رسالہ توجہ فرمائیں

آپ کے محبوب مرکز اہل سنت آستانہ عالیہ رضویہ کے مرکزی ماہنامہ **اعلیٰ حضرت** نے اپنی زندگی کے پانچویں سال میں قدم رکھا ہے۔ گذشتہ سالہائے اشاعت کس قدر آزمائش و صبر طلب تھے اُس کا ذکر بھی اندوہ ناک ہے۔

یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ ماہنامے کے اجرا کا سلسلہ محض احکامات الٰہی وارشادات نبوی کی عام تبلیغ اور دورِ حاضرہ میں تمام گمراہ فرقوں بددینوں اور بدمذہبوں سے عام مسلمانوں کو بچانا ہے۔ اور ہمیں اس پر فخر و ناز ہے کہ ہم نے اپنا یہ فرض ابتک بحسن و خوبی انجام دیا ہے۔ اور دیتے رہینگے انشاء المولیٰ تعالیٰ۔

یہاں اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ رسالہ کے اجراء سے کوئی ذاتی مفاد مقصود تھا اور نہ ہے۔ سوائے خریدار حضرات کے چندۂ خریداری کے دوسرے ذرائع آمدنی بھی مفقود ہیں۔ پھر حالات کی مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ اب سامان طباعت روز بروز گراں سے گراں تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں کسی ماہنامہ کا جاری رکھنا ہی مشکل ہے نہ کہ مستقل اور پابندیٔ وقت کے ساتھ شائع کرنا۔ لیکن بحمد اللہ تعالیٰ ہم اس فرض کو انجام دیتے رہے ہیں مگر ساتھ ہی برادرانِ اہل سنت پر بھی ایک اہم فرض عائد ہوتا ہے۔ اور وہ ہے اس ماہنامہ کی بقا و ترقی اور اشاعت کا فرض کہ ہمارے اکثر مخلصین نے کئی کئی سال سے اپنا سالانہ چندہ عنایت نہیں فرمایا ہے۔ مگر اسکے باوجود اُنکے خلوص عقیدت پر اعتماد کرتے ہوئے مسلسل رسالہ اُن کو بھیجا جا رہا ہے محض اس لئے کہ ہمیں اُن تک احکامات الٰہی وارشاد نبوی کو پہنچانا ہے لہذا ہم بصد خلوص اپنے اُن احباب مخلصین سے جنکے ذمے سالہائے ہم گذشتہ کا چندہ واجب الادا ہے) گزارش کرینگے کہ وہ اپنا اپنا بقایا نذر چندہ دفتر کو روانہ فرما دینگے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ رسالہ کی توسیع اشاعت میں بھی نمایاں حصہ لینگے۔ اور نئے خریدار عنایت فرما کر ثواب دارین حاصل کرینگے۔ ورنہ مجبوراً ہم بادل ناخواستہ اپنے ایسے احباب مخلصین کو آئندہ رسالہ بھیجنے سے معذور ہونگے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

سید اعجاز حسین آڈیٹر دارالعلوم منظر اسلام بریلی

صفحہ ۲۲ کا بقیہ مضمون

اس کے برخلاف ایک ایسا ملک ہے کہ جس میں ۲۵۰ روپے سے زیادہ والے کو سرمایہ دار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جہاں نہ احتکار ہے نہ اکتناز۔ جہاں انسان انسان کے غلام نہیں۔ بلکہ شاہ اور گدا سب ایک قانون کے پابند ہیں جس کو اللہ کا قانون سمجھتے ہیں۔ جہاں حکومت صرف اللہ کو حاصل ہے جہاں عزت کا معیار تقویٰ ہے نہ کہ زر و دولت۔ جہاں زکوٰۃ کے ذریعہ امیروں سے دولت حاصل کیجاتی ہے تاکہ غریب اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ جہاں وراثت کے ذریعہ دولت کی تقسیم ہوتی رہتی ہے۔ اور کوئی خاندان تین پشت سے زیادہ دولتمند نہیں رہ سکتا۔ جہاں تعلیم عام ہوتی ہے اور مفت۔ جہاں غریب سے غریب شخص اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے اور اونچے سے اونچے عہدے تک پہنچ سکتا ہے۔ جہاں نہ فواحش ہیں نہ رشوت جہاں نہ بڑے بڑے امراء ہیں نہ حد درجہ غریب افراد۔ جہاں پانچ وقت ایک ہی عبادت گاہ میں امیر و غریب کھڑے ہوتے ہیں۔ جہاں زنا کرنے پر رجم کی سزا ہوتی ہے اور جہاں زنا اور فواحش تقریباً مفقود ہیں۔ جہاں آقا غلاموں کے ساتھ سلوک کرنے پر قانوناً مجبور ہیں جو باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے جہاں نہ صرف ہر شخص کو اصولوں کو چھوڑ کر فروع میں اختلاف رکھنے کا اختیار ہے۔ بلکہ جہاں اختلاف کو امت کیلئے رحمت بتایا گیا ہے۔ جہاں ہر شخص کے حقوق متعین ہیں۔ اور وہ انسانوں کے متعین کئے ہوئے نہیں بلکہ اللہ کے متعین کئے ہوئے ہیں۔ جہاں ہر موقع پر انفاق فی سبیل اللہ کا حکم ہے

تلک الرسل ۳ | ۱۳۴ | آل عمران ۳

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ

بیشک تمہارے لئے نشانی تھی ف۱ دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے

تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ

ف۲ ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا ف۳ اور دوسرا کافر ف۴ کہ انہیں

مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ

چاہتا ہے ف۵ بیشک اس میں عقلمندوں کیلئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ

لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی اُن خواہشوں کی محبت ف۶ عورتیں

وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ

اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر

وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ

اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی

ف۱ اس کے مخاطب یہود ہیں اور بعض کے نزدیک تمام کفار اور بعض کے نزدیک مومنین (جمل)

ف۲ جنگ بدر میں۔

ف۳ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اُن کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی۔ ستتر مہاجر اور دو سو چھتیس انصار۔ مہاجرین کے صاحب رأیت حضرت علی مرتضیٰ تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما۔ اس کل لشکر میں دو گھوڑے ستر اونٹ چھ زرہ آٹھ تلواریں تھیں۔ اور اس واقعہ میں چودہ صحابہ شہید ہوئے چھ مہاجر اور آٹھ انصار۔

ف۴ کفار کی (منزل ۲) تعداد نو سو پچاس تھی اُن کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا اور اُن کے پاس سو گھوڑے تھے اور سات سو اونٹ اور بکثرت زرہ اور ہتھیار تھے (جمل)

ف۵ خواہ اس کی تعداد قلیل ہی ہو اور سروسامان کی کتنی ہی کمی ہو۔

ف۶ تاکہ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے درمیان فرق و امتیاز ظاہر ہو جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا۔ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔

فتاویٰ

مفتی سید محمد افضل حسین | دار الافتاء منظر اسلام بریلی

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں بعض مسلمان اس بات پر مصر ہیں کہ مشرکین و کافرین سے چندہ لیکر تعمیر مسجد میں اس کا استعمال جائز ہے؟ یہ بھی کہتے ہیں بھرت پور کی جامع مسجد اور جامع مسجد مانڈوی پر راجاؤں کے عطیات کے کتبے بھی لگے ہوئے ہیں۔ تو کیا دینی و علمی حیثیت سے ان کی رائے قابل قبول ہو سکتی ہے؟ پھر بھی مخفی نہیں کہ اس دور اور اُس دور میں جو فرق نمایاں ہے خیال و ذہن اور سیاست و قیادت میں جو تضاد ہے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں کیا یہ چندہ مشرکین و کفار سے لیکر تعمیر و ترمیم مساجد میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ازراہ ہدایت نمائی مکمل تشریح بحوالہ کتب جلد از جلد روانہ فرمائیں تاکہ وہ انتشار جو اس مسئلہ میں رونما ہو چکا ہے اس کا جلد از جلد ازالہ ہو سکے۔ یقین ہے کہ ازراہ ملت نوازی فتوےٰ صادر فرما کر ممنون فرمایا جائے (سید شاہ غلام محمد قادری عظیم منزل اورنگ آباد)

الجواب۔ مشرکین سے چندہ لیکر مسجد کی تعمیر میں لگانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ۔ (الآیہ) تفسیر احمدیہ میں ہے والمعنی ماصح للمشرکین وما استقام لهم حال کونهم شاهدین علی انفسهم بالکفر یعنی لا یستقیم لهم الجمع بین المتنافیین عمارة بیت الله وعبادة غیره ــــ الی ــــ فالمقصود ان الله لکان منع المشرکین عن تعمیر المساجد حال کونهم علی الشرک اُسی میں ہے۔ وعمارتهم تتناول ام ما استرم منها وقمها وتنظیفها وتنویرها بالمصابیح الخ۔ حدیث میں ہے نهینا عن زبد المشرکین۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی لڑکی کی شادی عمرو کے ساتھ ہوئی جس کو تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا۔ تعلقات شروع ہی سے بہتر نہیں تھے۔ چند ماہ قبل جب لڑکی کو چار پانچ آدمی مع والد بلانے کو عمرو کے یہاں پہنچے تو عمرو نے اور اُسکے گھر والوں نے لڑکی پر الزام لگایا اور جو اشخاص لینے کے لئے گئے تھے اُن کے سامنے کہ لڑکی اس سے پیشتر جب مکان پر گئی تھی تو اس کی والدہ نے لڑکی کا دو مہینے کا حمل گرا دیا۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ لڑکی جیسی آئی تھی ویسی گئی۔ اور جن صاحبان نے بھی سنا اس کو غلط بتایا۔ ایسی صورت میں جبکہ لڑکی اور اُسکے والدین کی برسر مجمع رسوائی کی تو اس شخص کیلئے شرع کیا اجازت دیتا ہے؟ عند اللہ اس کا جواب صادر فرمایا جاوے

الجواب۔ حمل گرانے کا الزام غلط لگایا ہے تو گنہگار ہے اور اگر یہ مطلب ہو کہ زنا کا حمل تھا اُسکو گرایا۔ تو یہ الزام اور زیادہ قبیح ہے۔ بہرحال اس پر توبہ لازم ہے۔ اور معافی چاہنی بھی۔ اگر یہ نہ کرے تو اُس سے میل جول سلام کلام بند کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک چچا اپنی سگی بھتیجی کی لڑکی کے ساتھ اپنے لڑکے کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ جواب مرحمت فرمایا جائے۔ عین عنایت ہوگی۔

الجواب۔ چچا کی نواسی کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ امسال رمضان میں تعلیم القرآن سے وابستہ چند حضرات نے مسجد سے ملا ہوا ایک حجرہ تھا جو چاروں طرف سے پردہ کے لحاظ سے محفوظ ہے اس میں خواتین کو تراویح پڑھنے کی تلقین کی جس میں عورت

وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا

اور اس کا پہلو ڈھونڈھنے کو ف۱ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم

اللّٰهُ ؔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

ہے ف۲ اور پختہ علم والے ف۳ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ

ف۴ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ف۵ اور نصیحت نہیں

اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ

مانتے مگر عقل والے ف۶ اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد

اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ

عطا کر بیشک تو ہے بڑا دینے والا اے رب ہمارے بیشک تو سب لوگوں

النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

کو جمع کرنے والا ہے ف۷ اس دن کیلئے جس میں کوئی شبہ نہیں ف۸ بیشک

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم / وقف غفران / وقف لازم

ف۱ اپنی خواہش کے مطابق باوجودیکہ وہ تاویل کے اہل نہیں (جمل وخازن)

ف۲ حقیقت میں (جمل) اور اپنے کرم وعطا سے جس کو وہ نوازے۔

ف۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ فرماتے تھے کہ میں راسخین فی العلم سے ہوں۔ اور مجاہد سے مروی ہے کہ میں اُن میں سے ہوں جو متشابہ کی تاویل جانتے ہیں۔ منزل ۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راسخ فی العلم وہ عالم باعمل ہے جو اپنے علم کا متبع ہو۔ اور ایک قول مفسرین کا یہ ہے کہ راسخ فی العلم وہ ہیں جن میں چار صفتیں ہوں۔ تقویٰ اللہ کا۔ تواضع لوگوں سے۔ زہد دُنیا سے۔ مجاہدہ نفس کے ساتھ (خازن)

ف۴ کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو معنے اس کے مراد ہیں حق ہیں۔ اور اس کا نازل فرمانا حکمت ہے

ف۵ محکم ہو یا متشابہ۔

ف۶ اور راسخ علم والے کہتے ہیں۔

ف۷ حساب یا جزا کے واسطے۔

ف۸ وہ روز قیامت ہے۔

يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ع اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ

اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا ف۱ بیشک وہ جو کافر ہوئے ف۲ اُنکے

عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

مال اور اُن کی اولاد اللہ سے اُنہیں کچھ نہ بچا سکیں گے اور وہی

شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ

دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں اور اُن

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

سے اگلوں کا طریقہ اُنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

تو اللہ نے اُن کے گناہوں پر اُنہیں پکڑا اور اللہ کا عذاب سخت

الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ

ہے فرما دو کافروں سے کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہوگے

وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے ف۳ اور وہ بہت ہی بُرا بچھونا

ع ۹

ف۱ تو جس کے دل میں کجی ہو وہ ہلاک ہوگا اور جو تیرے منت و احسان سے ہدایت پائے وہ سعید ہوگا نجات پائیگا۔ مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کذب منافی الوہیت ہے لہذا حضرت قدوس قدیر کا کذب محال اور اس کی طرف اُس کی نسبت سخت بے ادبی (مدارک وابو سعود وغیرہ)

ف۲ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو کر۔

ف۳ شانِ نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکست دیکر مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو حضور منزل ۲ نے یہود کو جمع کرکے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لاؤ کہ تم پر ایسی مصیبت نازل ہو جیسی بدر میں قریش پر ہوئی۔ تم جان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں۔ تم اپنی کتاب میں یہ لکھا پاتے ہو۔ اس پر اُنہوں نے کہا کہ قریش تو فنون حرب سے ناآشنا ہیں اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اُنہیں خبر دیگئی کہ وہ مغلوب ہونگے اور قتل کئے جائینگے اور گرفتار کئے جائینگے اُن پر جزیہ مقرر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن میں چھ سو کی تعداد کو قتل فرمایا اور بہتوں کو گرفتار کیا۔ اور اہل خیبر پر جزیہ مقرر فرمایا۔

اسلام اور اشتراکیت

جناب شجاعت علی صاحب صدیقی

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب آپ ذہن میں دو ایسی حکومتوں کا تخیل پیدا کریں۔ ایک وہ جس میں صحیح اسلامی طریقہ پر کارفرمائی ہے۔ اور دوسری وہ جو اشتراکیت کے اصولوں پر قائم ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ سرمایہ داری کے تمام جرائم اور اخلاقی گناہ اس اشتراکی مملکت میں نظر آئیں گے۔ کیا آپ دل پر ہاتھ رکھکر کہہ سکتے ہیں کہ روس اخلاقی جرائم اور انسانیت سوز مظالم میں کسی صورت میں بھی سرمایہ دار ملکوں سے پیچھے ہے۔ کیا یہ نظریہ غلط نہیں ثابت ہوگیا کہ اگر معاشی ضروریات پوری کردی جائیں تو انسان اخلاقی جرائم سے باز رہے گا۔ ہوا کیا۔ صرف اسقدر کہ جو ظالم تھے وہ مظلوم اور جو مظلوم تھے وہ ظالم ہوگئے۔ اور یہی انقلاب روس کا خلاصہ ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس ملک میں اب بھی ۱۵۰ روبل مہینہ پر کام کرنے والے مزدور ہیں۔ اور دس سے پندرہ ہزار روبل ماہوار تک کام کرنے والے ہیں۔ وہ سرمایہ دار اور مزدور نہ سہی۔ لیکن حاکم و محکوم تو ہیں۔ فرق تو صرف اس قدر ہے کہ پہلے افراد کے ہاتھ میں سرمایہ پیدا کرنے کی مشینیں تھیں۔ اور اب وہ سب حکومت کے ہاتھ میں ہیں۔ اور گورنمنٹ بھی وہ گورنمنٹ جس کے اندر آپ کا حق رائے دہندگی صرف اس فہرست تک محدود ہے جس کو پارٹی یا گورنمنٹ عوام کے سامنے رکھتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آپ نے سرمایہ داروں کا جوا گردن سے اُتار دیا لیکن جوا تو اب بھی گردن میں ہے۔ اور اس سے بڑا۔ اب گورنمنٹ جوا ہے۔ پہلے تو آپ ایک سرمایہ دار سے پیچھا چھڑا کر دوسرے سرمایہ دار کے ہاں نوکر ہو سکتے تھے لیکن اب حکومت کے خلاف نہ اظہار خیال کر سکتے ہیں اور نہ ہی دوسرا معاش کا ذریعہ ڈھونڈھ سکتے ہیں۔ اسلئے کہ اب ہر چیز پر حکومت کا قبضہ ہے۔ پھر کوئی شخص اپنے گھر کی تنہائیوں میں بھی حکومت کے خلاف اظہار خیال نہیں کر سکتا۔ اسلئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اسکے اپنے عزیز و اقارب میں سے کون جاسوسی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ہٹلر کا محکمہ جاسوسی سٹالن کے محکمہ جاسوسی سے زیادہ بدنام نہ تھا۔ آپ اس ملک میں دیکھیں گے کہ عوام کی خوشحالی یقیناً پہلے سے بہتر ہوگی۔ آپ دیکھیں گے کہ صنعتی اور زراعتی پیداوار پہلے سے زیادہ ہے۔ اسلئے کہ ہر شخص کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کام کرے۔ حکومت ہی سرمایہ دار ہے۔ حکومت ہی معلم ہے حکومت ہی حاکم ہے۔ غرضیکہ جتنے فرائض ہیں وہ سب حکومت ہی کے ہاتھ سے انجام پذیر ہوتے ہیں۔ بچے کی پرورش اور تعلیم سے لیکر ریڈیو، اخبار کے ذریعہ پروپیگنڈا تک ہر جگہ ایک ہی آواز کان میں پڑتی ہے۔ گویا انسانوں کی بھی ماس پروڈکشن ہوتی ہے اور انسان بھی گویا کوئی زرعی اور صنعتی پیداوار ہیں جنکو ایک ہی قالب میں ڈھلنا ہے۔ یہاں نہ اختلاف کی گنجائش ہے اور نہ نئے تفکرات کی۔ تعلیم عام ہے لیکن انسان کی حیثیت ایک پرزہ سے زیادہ نہیں جو اگر بیکار ہو جاتا ہے تو مشین سے نکال دیا جاتا ہے اور اسکی جگہ نیا لگا دیا جاتا ہے۔ اس ملک میں حکومت ہے تو ایک انسان کی جو چند دوسرے انسانوں کی مدد سے انا ربکم الاعلیٰ کا کوس بجا رہا ہے۔ وہاں روسیوں کے الفاظ میں حکومت کا صدور ارادہ اور قوت سے ہوتا ہے نہ کہ ہیبت اور تقویٰ سے جو کسی بھی اسلامی حکومت کے بنیادی ارکان ہیں۔ یہاں حکومت کی بنیاد نہ صرف سرمایہ داروں کے خون میں رکھی گئی ہے بلکہ فرقہ وارانہ جنگ اسکے اصلی اصول بن رہے ہیں۔ یہ ملک دن رات جنگ کی تیاری میں مصروف ہے تاکہ سرمایہ داروں کی دنیا سے ایک آخری ٹکر لے۔ اس میں انسانی اخوت اور ہمدردی کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ وہاں انسان سے مراد وہ ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں عقیدہ اشتراکیت میں شریک ہیں۔ اس سے باہر اور افراد کو ان کی انسانیت میں کوئی دخل ہی نہیں۔ اس ملک میں انسان کو دوسرے انسانوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کے نہ ذرائع ہیں اور اس کو ضرورت۔ وہ اعلےٰ صفات جو انسان میں دوسرے انسانوں کی ہمدردی اور مالی امداد سے پیدا ہو سکتی ہیں اسکی اس مملکت میں کوئی گنجائش نہیں۔

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشٰبَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ

اللہ سے کچھ چھپا ہوا نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے ف۱ اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا ف۲ وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنے رکھتی ہیں ف۳ وہ کتاب کی اصل ہیں ف۴ اور دوسری وہ ہیں جن کے معنے میں اشتباہ ہے ف۵ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے ف۶ وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں ف۷ گمراہی چاہنے ف۸

ف۱ مرد، عورت، گورا کالا، خوبصورت بدشکل وغیرہ۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع ہوتا ہے۔ پھر اتنے ہی علقہ یعنی خون بستہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ پھر اتنے ہی دن پارۂ گوشت کی صورت میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق اس کی عمر اسکے عمل اس کا انجام کار یعنی اسکی سعادت و شقاوت لکھتا ہے پھر اس میں روح ڈالتا ہے تو اسکی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت ہی کم فرق رہجاتا ہے۔ تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور داخل جہنم ہوتا ہے۔ اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فرق رہجاتا ہے پھر کتاب سبقت کرتی ہے اور اسکی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور داخل جنت ہوجاتا ہے۔

منزل ۲

ف۲ اس میں بھی نصاریٰ کا رد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خدا کا بیٹا کہتے اور اُن کی عبادت کرتے تھے۔

ف۳ جن میں کوئی احتمال و اشتباہ نہیں۔

ف۴ کہ احکام میں اُنکی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور حلال و حرام انہیں پر عمل۔

ف۵ وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں اُن میں سے کونسی وجہ مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے یا جس کو اللہ تعالیٰ اس کا علم دے۔

ف۶ یعنی گمراہ اور بدمذہب لوگ جو ہوائے نفسانی کے پابند ہیں۔

ف۷ اور اسکے ظاہر پر حکم کرتے ہیں یا تاویل باطل کرتے ہیں اور یہ نیک نیتی سے نہیں بلکہ (جمل)

ف۸ اور شک و شبہ میں ڈالنے (جمل)

آمدنی :-	۷۵ — ۱۴۲۸	باقی :-	۶ — ۳۷۷۳
بقایا سابقہ :-	۷۰ — ۵۶۰۹	جملہ قرض سابقہ قبلہ مہتمم صاحب	۸۰ — ۲۴۴۷۳
کل آمدنی :-	۴۵ — ۷۰۳۸	نوٹ :- جملہ مدرسین و ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی مئی ۶۵ء تک ہو چکی ہے۔	
خرچہ :-	۳۹ — ۳۲۶۵		

وصولیابی بذریعہ مولوی عبدالحلیم صاحب پیش امام انگس ضلع ہوگلی (۲۴-اپریل ۶۵ء تا ۲۶ مئی ۶۵ء)

جناب علی جان صاحب سنز ار انگس	۰	۵	جناب منے صاحب گوشت والے انگس	۶	۲	جناب محمد حسین صاحب چلنے والے	۱۵	۱
،، عبدالمنان صاحب گوالپاڑہ انگس	۲۰	۱	مسجد انگس کے ڈبہ سے	۳۸	۴	،، محمد رمضان صاحب برجنالہ کلکتہ	۰	۱
،، محمد خلیل و عبدالشکور صاحب ،،	۲۷		جناب حکیم منظور صاحب بھیرا گان ضلع ہگلی	۲۹		،، عبدالعزیز صاحب ،، ،،	۵۰	
،، عبدالستار صاحب ،، ،،	۶۳		،، وحدی صاحب پہلوان ،،	۳۸	۲	،، محمد رفیق صاحب ،، ،،	۶۰	۱
،، عبدالرزاق صاحب باڑی والے ،،	۸۱	۲	،، عبداللہ صاحب ڈالہوز ،،	۶۳		،، عبدالرزاق صاحب عزخان گنج ،،	۰	۲
،، محمد صدیق صاحب بڑی والے ،،	۷۷		،، اسرافیل صاحب ،، ،،	۶۰	۱	،، محمد زماں صاحب ڈھلاہاؤس ،،	۴۶	۱
،، عبدالغفار صاحب چلنے والے ،،	۳۷		،، رحمت اللہ صاحب جھابدانی ،،	۰	۱	،، عین اللہ صاحب ڈشرا ہوگلی	۴۳	
،، ناظر میاں صاحب ہوٹل والے ،،	۰	۱	،، ابوبکر صاحب ،،	۳	۱	،، غلام رسول صاحب ،، ،،	۱۴	۳
،، محمد حدیث صاحب ہوٹل والے ،،	۱۶		،، عبدالحفیظ ،،	۵۰		،، رحمت علی صاحب ،، ،،	۵۰	
،، محمد یٰسین صاحب ،،	۴۷		،، محمد شریف صاحب مٹھائی والے ،،	۵۰		،، محمد یٰسین صاحب ،، ،،	۳۳	
،، اسلام الدین صاحب ،،	-	۳	،، عبدالقیوم صاحب گھوٹا ،،	۴۰	۲	،، محمد اسحاق صاحب ،، ،،	۵۹	۳
،، لال محمد صاحب پان والے ،،	۱۴		،، عبدالسبحان صاحب چابدانی ،،	۳۵	۱	،، عبدالغنی صاحب ،، ،،	۲۶	۲
،، حافظ محمد حدیث صاحب ،،	۶	۱	،، جن علی صاحب ،، ،،	۱	۲	،، حبیب اللہ صاحب ،، ،،	۱۶	۶
،، محمد صدیق صاحب کمشنڈ ،،	۸۹		،، عبدالجلیل صاحب ،، ،،	۳۸		،، محمد حدیث صاحب بسرام پور ،،	۶۰	۳
،، عبدالعزیز صاحب ،،	۲۵		،، امیر حسن صاحب بھدلیسور ،،	۹۰		،، محمد مستقیم صاحب ،،	۶۳	۱
،، محمد نعیم صاحب ،،	۶۱		،، محمد ناظر صاحب جوٹ والے ،،	۵۷		،، محمد شفیع اللہ صاحب مارواڑی کل ۲۴ پرگنہ	۳۶	۹
،، محمد ادریس صاحب ،،	۴۷		،، معین الحق صاحب پاؤ والے ،،	۴۵	۱	،، محمد اسلام صاحب مارواڑی کل ،،	۰	۱
،، محمد رضا حسین صاحب ،،	۷۰	۱	،، منصور صاحب ہوٹل والے ،، ،،	۳۸		،، محمد مستقیم صاحب ،، ،،	۴۲	
،، سلامت علی میاں صاحب ،،	۵۰		بھدلیسور مسجد	۵۰		،، محمد جنت حسین صاحب ،، ،،	۷۵	۲
،، عبدالحمید صاحب ،،	۴۵		،، محمد یٰسین صاحب بھدلیسور ہوگلی	۶۱	۱۰	،، محمد شفاعت حسین صاحب ،،	۶۶	
،، محمد اسمٰعیل صاحب جرنیل ،،	۴۵	۲	،، رمضان علی صاحب ،،	۴۲		،، مولا دین میاں صاحب ،،	۱۳	۱
،، ایوب سائیں ،،	۲۵	۱	،، عبدالحفیظ صاحب ...			،، پیر محمد صاحب ،، ،،	۴	۲
،، قمرالدین صاحب ،،	۸۰		،، محمد اسحاق صاحب ناظر گنج ،،	۵۰		،، محمد یوسف صاحب ،، ،،	۲۵	
،، محمد دین صاحب ،،	۸۵		،، محمد سلیم صاحب ،،	۵۰		~~~~		
،، محمد رفیق صاحب خان پوکھر ،،	۵۰		،، محمد منیر خان صاحب مٹیابرج کلکتہ	۲۶۰ [illegible]		~~~~		

۷۸۶ / ۹۲

صلی اللہ علی النبی وآلہ وسلم

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا سفر آخرت

۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ کی صبح تھی۔ عام صبح — ہر روز کی طرح طلوع ہونیوالی صبح — لیکن یہ کسے معلوم تھا کہ آج کی صبح!...... منحوس ساعتیں بھی اپنے دامن میں لئے ہوئے طلوع ہو رہی ہے — ابھی آٹھ بھی نہ بجے تھے کہ شہر کی فضائیں اس غمناک حادثہ کی خبر سنکر سوگوار ہوگئیں کہ اچانک حضرت مفسر اعظم ہند جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب نے رحلت فرمائی۔ اور وہ اس عالم بے رنگ و بو کو چھوڑ کر اپنے معبود حقیقی سے جا ملے — زبانیں ساکت اور نگاہیں حسرت آلود ہوکر رہ گئیں۔ مسکراتی ہوئی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ حیرت تھی اور سخت حیرت کہ ابھی پچھلے روز حضور بخیریت و بصحت تھے ہاں شام کے وقت اختلاجی دورہ کی شکایت ضرور ہوئی تھی اور حسب معمول عام دوروں کی طرح یہ بھی ایک دورہ تھا — اس سے قبل علالت کے دوران مرض کا شدید غلبہ ہوا لیکن ہمیشہ حالت سنبھلتی چلی گئی اور صرف نقاہت باقی رہ گئی۔ چنانچہ اس بار بھی یہی خیال تھا اور نہ حالت ہی اسقدر تشویشناک اور مخدوش تھی کہ یہ یقین کر لیا جاتا کہ اب حیات مستعار کی چند سانسیں ہی باقی رہ گئی ہیں — اور نہ ظاہری حالت ہی یہ بتا رہی تھی کہ یہ حادثہ وقوع پذیر ہوکر ہی رہے گا۔ صبح اپنے وقت پر نماز فجر کی ادائیگی کے لئے اٹھے۔ خود اپنے پیروں سے چل کر بیت الخلا تک گئے اور پھر خود ہی واپس لوٹے۔ پھر وضو کیا نماز فجر ادا کی اور اوراد و وظائف میں مصروف رہے۔ اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر لیٹ گئے کچھ دیر تک گھر کے لوگوں سے باتیں کرتے رہے اور پھر یکایک اچانک طبیعت بگڑنا شروع ہوئی۔ فوراً ہی ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ لیکن جب تک ڈاکٹر آتا راہ حیات کا یہ مسافر ہو بہو اپنے منزل سفر حیات ختم کر چکا تھا — وقت وصال سے لیکر وقت دفن تک چہرہ گلاب کے پھول کی طرح تر و تازہ اور شگفتہ رہا۔ پرواز روح سے پہلے ہونٹوں پر جو مسکراہٹ تھی دفن کے وقت تک برقرار رہی۔ بلکہ دفن سے کچھ پہلے اور دفن کے وقت اس دلکش مسکراہٹ میں اور اضافہ ہو گیا تھا کسی شاعر نے مرد مومن کی نشاندہی ان الفاظ میں کی تھی ؏

چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

اس کا نظارہ بچشم خود ہزاروں افراد کی آنکھوں نے دیکھا۔ اللہ والے بڑی خوشی اور مسرت سے موت کا استقبال کرتے ہیں کہ وہ طالب حقیقی کو محبوب حقیقی کے ابدی وصال سے شاد کام کر دیتی ہے۔ یہی وہ ساعت حسین ہوتی ہے کہ محب اپنے محبوب کے جمال جہاں آرا کے نظارہ میں ایسا محو ہوتا ہے کہ نہ اُسے دنیا و مافیہا اپنے تو جانکنی کے بھی چند لمحے نہ گذرے۔ بس ایک تجلی دکھائی گئی اور طالب وصل الٰہی جمال الٰہی کے جلووں میں ایسا کھو گیا کہ اس کے بعد

کی ـــــ کہ حسب دستور اپنے والد مولانا مولوی الحاج حامد رضا خان صاحب مرحوم کے بعد الحاج مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب مرحوم مدرسہ منظر اسلام سوداگران بریلی وجائداد متعلقہ کے متولی تھے ـــــ اب اُن کا انتقال ۱۲ رجون ۶۵ء یوم شنبہ صبح پونے سات بجے ہوگیا اور ۱۳ رجون ۶۵ء یوم یکشنبہ بوقت دس بجے صبح خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی میں دفن کئے گئے ۔ لہذا اب اُن کی جگہ اُن کے خلف اکبر مولوی ریحان رضا خان صاحب عرف رحمانی میاں کو متولی مدرسہ وجائداد موقوفہ کا مقرر کیا جاتا ہے اور اس کی اطلاع سُنّی سنٹرل وقف بورڈ لکھنؤ یو-پی وغیرہ کو بھی سید اعجاز حسین صاحب موجودہ مہتمم مدرسہ منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی کریں گے اور دیگر قانونی جوابدہی وغیرہ بھی وہی کریں گے ۔" فقط

حضرت مفتی اعظم ہند کی آمد

حضرت مفتی اعظم ہند کو انتقال کے فوراً بعد ہی جو چار تار روانہ کئے گئے اُن میں سے صرف دو تار حضرت کو موصول ہوئے ۔ پہلا تار جب ملا تھا تو ایک ہوٹل والے کی معرفت ملا جو وہابی تھا جس سے اکثر و بیشتر حضرات کا یہ خیال ہوا کہ غالباً یہ وہابیہ کی شرارت ہے ۔ لہذا حضرت نے بریلی جوابی تار دلوایا ۔ لیکن اُس تار کا جواب موصول ہونے سے پیشتر ہی دوسرا تار حضرت کو مل گیا ۔ حضرت مفتی اعظم ہند اُس وقت بھاتسل ضلع نیپال میں مقیم تھے ۔ اطلاع ملتے ہی حضرت بریلی کیلئے روانہ ہوگئے اور کھنواد ضلع مظفر پور پہنچ کر ۱۵ رجون صبح ۱۰ بجے بذریعہ کار سیتامڑھی پہنچے اور سیتامڑھی سے روانہ ہوکر ۱۷ رجون کی شب کو ۲ بجے دہرہ میل سے بریلی پہنچے ۔ رات میں حضرت نے مسجد نوری میں قیام فرمایا اور صبح نماز فجر کے بعد آپ سب سے پہلے حضرت جیلانی میاں صاحب کے مکان پر گئے اور متعلقین واعزہ کو صبر و شکر کی تلقین فرماکر اُنکے زخمی دلوں پر مرہم رکھا ۔ اس صدمہ جانکاہ اور حادثہ جگر گداز سے جو صدمہ اور روحانی تکلیف حضرت مفتی اعظم کو ہوئی ہے وہ زبان و قلم سے بیان نہیں کیجاسکتی ۔ اس اینا اور ملال کا اثر حضرت کے چہرہ سے ابتک نمایاں ہے ـــــ ظاہر ہے کہ بلاشبہ اس حادثہ کا جو اثر اور جو صدمہ حضرت مفتی اعظم کے قلب پاک کو ہوسکتا ہے اُس کا کون اندازہ کرسکتا ہے ۔ اول تو وہ آپ کے برادر اکبر کے نور نظر ہونے کے سبب آپ کے بھی چشم و چراغ تھے ۔ دوسرے داماد اکبر ہونے کا بھی انہیں شرف حاصل تھا ۔ پھر اس چشم و چراغ خانوادۂ رضویت کے سانحہ رحلت کا جو اثر حضرت موصوف کے قلب و دماغ پر ہوسکتا ہے اُ کو کن الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانانِ اہل سنت کے سروں پر حضرت مفتی اعظم ہند کا سایہ برقرار رکھے اور آنکی ذات والاصفات سے فیوض و برکات کا لامتناہی بحر بے پایاں جاری ہے اُس سے جمیع مسلمانان اہلسنت عموماً اور وابستگانِ دامان اعلیٰ حضرت امام اہلسنت تاقیام قیامت سیراب ہوتے رہیں ۔

اطلاع عام حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس چہلم ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۸۵ھ منعقد ہو رہا ہے ۔ وابستگان و متعلقان اور عام مسلمانان اہلسنت

ضروری اعلان

از حضرت مولٰنا سید محمد آل مصطفٰے صاحب قادری برکاتی
صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء بمبئی

میں بحیثیت صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء (بمبئی) یہ وضاحتی اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بمبئی کی جدید تشکیل شدہ جماعت آل انڈیا محافظ اُردو متحدہ محاذ سے میرا یا میری جماعت آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کا کوئی آئینی قانونی تحریری۔ تقریری۔ تجویزی۔ تنظیمی تعلق نہیں۔

میرے پچھلے سفر ناگپور و یوپی کے دوران جناب الحاج نصرت اللہ عباسی صاحب نے اپنی ذاتی حیثیت سے متحدہ محاذ کے بعض جلسوں اور تقریبات میں شرکت کی۔ جہاں تک میں نے تحقیق کیا اُن کی یہ شرکت بھی آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے نمائندے کی حیثیت سے نہیں تھی پھر بھی اُن کی آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء سے وابستگی اور خود اُن کی ذاتی حیثیت سے بھی یہ شرکت قابل مواخذہ شرعیہ تھی۔ اور غیر سنی عناصر وارا کین کے اختلاط کی وجہ سے ایسی کسی بھی جماعت کی شرکت بھی بغیر ضرورت شرعیہ ناجائز و حرام ہی ہے۔

لہٰذا میں نے کافی تحقیق کے بعد اُن پر شدید تنبیہ کی اور ان کی شرکت کے حکم شرعی سے انہیں مطلع کیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اُنہوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور حسب ذیل برأت نامہ تحریر کیا۔

برأت نامہ آل انڈیا محافظ اُردو متحدہ محاذ کے جلسہ میں میری شرکت محض اُردو کے تحفظ و بقاء کے نقطۂ نظر سے تھی کسی بد مذہب بد دین کی حمایت ہرگز مقصود نہ تھی مگر صدر محترم آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء (بمبئی) کی تنبیہ شدید کے بعد میں یقین کرتا ہوں کہ میری وہ شرکت بھی شرعی نقطۂ نظر سے غیر سنی عناصر کے اختلاط کی وجہ سے قابل مواخذہ ضرور ہے لہٰذا میں اعلان کر رہا ہوں کہ اب میرا محافظ اُردو متحدہ محاذ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولیٰ عزوجل میری بھول کو معاف فرمائے۔

ضروری گزارش

مضامین نگار حضرات سے خصوصی گزارش کیجاتی ہے کہ ہر انگریزی ماہ کی ۵ تاریخ تک جو مضامین دفتر کو موصول ہونگے وہ موجودہ اشاعت میں شامل کئے جاسکیں گے۔ تاریخ مقررہ کے بعد ملنے والے مضامین کی اشاعت کے لئے آئندہ شماروں کا انتظار کرنا ہوگا

ازراہ کرم

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف اور مفصل تحریر فرمائیں۔ خریداران "اعلیٰحضرت" اپنا نمبر خریداری بھی تحریر فرمایا کریں۔ ورنہ جواب نہ ملنے کی شکایت کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (منیجر)

دعا کی ضرورت

سید حمایت رسول صاحب حامدی صدر ریلیف کمیٹی مرکزی جماعت رضائے مصطفٰے نزد جامع مسجد بریلی شریف کی صاحبزادی نفیس بانو جنکے چھوٹے چھوٹے پانچ بچے ہیں شدید علیل ہیں۔ احباب ملت سے گزارش ہے کہ وہ اُن کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے رب تبارک تعالیٰ سے دعا فرماتے رہیں۔

افسوسناک فروگذاشت

ماہ جون ۱۹۶۵ء کے گذشتہ شمارہ میں سہو کتابت کے باعث ایک شدید غلطی ہوگئی ہے۔ آمد و خرچ دار العلوم کے سلسلہ میں صفحہ ۳۱ کالم ۳ پر حسب ذیل حضرات کے نام رقموں کا اندراج غلط ہوگیا ہے۔ ناظرین کرام تصحیح فرمالیں۔

نوشہ صاحب صدقہ ۱-۵۰
حاجی حمایت اللہ صاحب ۲-۸۸
سعید اللہ صاحب شاہ آباد ۲-۵۰

● نوٹ:- مسلمانوں کیلئے عموماً اور برادران اہلسنت و شرکاء آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کیلئے خصوصاً میرا یہ وضاحتی بیان انشاء اللہ تعالیٰ مفید و اطمینان بخش ثابت ہوگا۔

آمد و خرچ دار العلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف بابت ماہ مئی ۱۹۶۵ء

اسماء معطیان	پیسے	روپے	اسماء معطیان	پیسے	روپے	اسماء معطیان	پیسے	روپے
ازاوقاف - - -	۵۰	۱۹۷	اے کریم خانصاحب ضلع جلگاؤں	۲۰	۲	معرفت مولوی حافظ نائب مفتی محمد احمد صاحب جہانگیر از رسید ۳۶۴۶۸-۳۳۹۱۳	۸۰	۱۵۹
انڈیا برش پرائیویٹ لمٹیڈ بریلی	۰	۵	صوفی قدیر صاحب ضلع پورنیہ بہار	۲۰	۱۳			
شوکت علی صاحب ضلع دیوریا	۰	۸	ڈاکٹر اختر علی صاحب کانپور	۰	۵	قاضی جمشید علی صاحب آسام	۰	۱۰
کریم الرحمن صاحب ضلع بہرائچ	۰	۴۰	محمد عبدالجبار صاحب کانپور	۰	۷	تجمل حسین خانصاحب نیو ... کلکتہ	۶۹	۴
اسلام صاحب انصاری شاہ آباد	۰	۱۵	محمد عباس صاحب انصاری ہوڑہ	۰	۳	محمد بشیر خان صاحب معرفت حاجی حسن ...	۰	۳
ڈاکٹر رفیق احمد صاحب بلند شہر	۰	۱۲	مولوی داؤد صاحب ہوگلی	۷۵	۱	شیخ علاؤالدین صاحب بہیڑی بریلی	۰	۱۰
عبدالوحید صاحب گڈھی اے بریلی	۰	۸	ماسٹر امین الدین صاحب حامدی ہوڑہ	۸۰	۴۴	اسد علی قمر علی مسعود علی صاحبان	۰	۱۰
سید عبدالقدوس صاحب بمبئی	۰	۸	محمد عارفین صاحب جنرل مرچنٹ پیلی بھیت	۰	۵	ماسٹر عبدالباقی عبدالکافی محمد علی	۰	۱۰
مولوی حبیب صاحب ضلع سارن	۵۰	۹	مولوی محبوب رضا خاں صاحب مظفر پور	۰	۵	نسیم محمد علی داؤد ...		
والدہ صاحبہ شاہناز	۸۷	۲	میاں جی رحیم بخش صاحب ضلع بجنور	۰	۵	حافظ محمد اخلاق احمد حاجی احمد		
محمد وارث علی صاحب ضلع ہوگلی	۰	۲۵	نثار احمد صاحب بانس منڈی بریلی	۰	۵	شوکت علی ذوالفقار علی عزیز صاحبان	۰	۱۰
حبیب اللہ صاحب میران کا بیٹھ بریلی	۲۵		احمد رضا خانصاحب منڈیا مقرب پور بریلی	۰	۲۵	پیارے میاں سید زاہد علی حاجی		
ظفر صاحب قادری بنیا یو۔پی	۰	۵۰	غلام شبیر صاحب ضلع چھپرہ بہار	۰	۱۰	شوکت علی صاحبان بہیڑی بریلی	۰	۱۰
محمد حسین صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر پیلی بھیت	۲۰	۱۱	محمد مظہر الحق صاحب انگس ہوگلی	۰	۵	معرفت سید محمد فاروق صاحب ...	۰	۲۰
معرفت قبلہ مفتی سید محمد افضل حسین صاحب			محمد مستان خانصاحب نیو دہلی الیکٹرک ... دہلی	۱۹	۲	محمد شہاب الدین صاحب غازی پور	۰	۱۰
۔ نبی بخش صاحب نیوریا بریلی	۰	۱۵	معرفت حاجی محمد صدیق صاحب جبل پور	۵۱	۷	عقیل احمد صاحب کوہاڑا پیر بریلی	۰	۵
۔۔ حاجی صاحب بہپورہ بریلی	۰	۴	معرفت ماسٹر عقیل احمد صاحب کانپور			محمد دلیر الدین صاحب دیناج پور	۰	۱۰
معرفت مولوی حافظ محمد احمد صاحب			عبدالغفور صاحب ...			شیخ عبدالرزاق صاحب نقشبندی		
جہانگیر نائب مفتی از رسید نمبر ۶۳			۔۔ ۔۔ واحد علی صاحب ...		۲۶	بیکنٹھ پور دلوار	۰	۵
۳۶۰-۵۱۵-۳۶۰	۸۳	۴۳	۔۔ ۔۔ ظہور احمد صاحب ...			محمد لیاقت حسین صاحب شاہ آباد آرہ	۰	۱۰
حاجی دولن صاحب کھیر شیخ مشہور بریلی	۰	۲	۔۔ ۔۔ حاجی محمود صاحب	۰	۲	پیر سید نورانی میاں صاحب کھیڑا	۰	۵
منشی محمد اسحاق صاحب ایجنٹ رسالہ	۱۲	۱۳	۔۔ ۔۔ محمد سعید صاحب	۵۰	۲	منظور احمد صاحب بیولی ضلع فتحپور	۰	۱۳
مولوی محمد احسان علی صاحب محدث	۰	۹۷	ماسٹر عقیل احمد صاحب	۵۰	۱۴	بنی النساء صاحبہ دارانگر الہ آباد	۰	۱۴
محمد حسین صاحب ۲۴ پرگنہ	۰	۱۴۰	بذریعہ حافظ انصار احمد صاحب			الہی بخش صاحب ہوانا پٹ	۰	۵
منشی چنو خان صاحب ضلع بجنور	۰	۴۵	محمد رمضان صاحب کانپور	۰	۱	سکریٹری تاج حسن صاحب ہوگلی	۰	۱۰
حاجی بدرالدین صاحب پورنپور پیلی بھیت	۹۰	۳۱	۔۔ ۔۔ محمد رفیع اللہ صاحب	۰	۱	اکبر حسین صاحب شوگر کمپنی ...	۰	۵۰
عبدالشکور صاحب مظفر پور	۷۰	۱۴	معرفت مولوی افتخار احمد صاحب محبت پور الہ آباد	۲۵	۲۱	مولانا مشرف احمد صاحب کلکتہ ۲۳	۰	۳
قاضی محمد حبیب اللہ صاحب مدراس ۱	۵۰	۵	شیخ احمد صاحب شاہی ضلع بریلی	۰	۱۰	معرفت حاجی محمد صدیق صاحب جبل پور	۰	۸

نمازیں کیونکر مقبول ہوں

از سید محمد غیور علی حسنی حسینی رضوی جاودی شاہ پورکا

پروردگار عالم نے نماز کے متعلق جا بجا قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ نماز پڑھو، نماز دین کا ستون ہے۔ نماز فرض کی گئی، نماز پڑھنے سے تمام برائیاں بے حیائیاں دور ہوتی ہیں۔ سب سے اول پرسش میدان محشر میں نماز ہی کی ہوگی اور اللہ رب العزت کے محبوب اعظم سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے۔ فرماتے ہیں نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نماز مومنین کے دلوں کا نور ہے۔

ان ارشادات جلیلہ سے نماز کی فرضیت و اہمیت معلوم ہوتی ہے اس اہمیت کو سمجھتے اور مانتے ہوئے مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں۔ الحمد للہ مجھے ان کے متعلق کچھ نہیں کہنا ہے جو صحیح نمازیں پڑھتے ہیں، بلکہ ان ناواقف مسلمان بھائیوں سے عرض ہے جن کی عمر کا بیشتر حصہ نمازیں پڑھتے گزر گیا۔ وہ طویل نمازیں بھی پڑھتے ہیں اکثر خوش قسمتی سے تہجد گزار بھی ہیں، پیشانیوں پر سجدوں کے داغ بھی ہو چکے ہیں۔ گڑگڑا کر دعائیں بھی مانگتے ہیں۔ مگر ابتک وہ اس بات کے شاکی ہیں کہ مصیبتیں ہمارے سر پر منڈلا رہی ہیں۔ قرض کے بار سے دب چکے ہیں، اولاد بھی حکم نہیں مانتی۔ بیماریوں نے بھی ڈیرا جما رکھا ہے۔ دنیاوی دربار میں بھی ہماری وقعت نہیں۔ غیر مذاہب والوں کی چیرہ دستیاں بھی ہمیں حد درجہ پریشان کر رہی ہیں۔ ایسے شاکی حضرات سے میری عرض ہے کہ آپ وضو، غسل کے فرائض پورے طور سے ادا نہیں کرتے۔ اور جو وضو غسل صحیح کر لیتے ہیں تو نماز صحیح طور سے ادا نہیں کرتے۔ میں ان سے عرض کروں کہ وضو میں چار فرض ہیں اور جائے فرائض پر اتنا پانی بہانا فرض ہے کہ بال بال دھل جائے جیسے منھ اور ہاتھ کی کہنیاں اور پاؤں کے گٹوں تک دھونا، چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ اگر ہاتھ میں انگشتری ہو تو اس کے نیچے بھی پانی بہانا ضروری ہے ورنہ وضو نہ ہوا، اور جب وضو نہ ہوا تو نمازیں کیونکر صحیح ہو سکتی ہیں۔ فقیر نے بعض علاقوں میں بچشم خود دیکھا ہے کہ پانی کو ہاتھ منھ پر تیل کی طرح چپڑ لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ وضو ہو گیا — اب غسل کے طریق کو ملاحظہ کیجئے۔ غسل میں تین فرض ہیں، منھ کے اندر پانی لے کر . . . . . اس طرح غرغرہ کیا جائے کہ حلق تک اور زبان کے نیچے اور دانتوں کے آس پاس تمام جگہ دھل جائے۔ دوسرا فرض ناک میں پانی پہنچانا نرم بانسے تک اور اسمیں رینٹھ وغیرہ کو انگلی سے صاف کرنا اور پوری طور سے دھونا چاہیئے صرف پانی سونگھنے یا نرم جگہ تک نہ پہنچانے سے غسل نہیں اترتا تیسرا فرض یہ ہے کہ سر سے لیکر تمام بدن پاؤں تک ہر ہر عضو، بغل، کان سرین، رانوں کا درمیانی حصہ اور انگلیوں کی گھائیوں وغیرہ کا بال بال دھل جائے — آجکل لوگوں میں یہ وبا بھی عام ہے کہ خود طریقہ نہیں جانتے اور بتلانے والوں سے بھی خفا ہوتے ہیں اور جھٹ کہدیتے ہیں کہ خدا معاف کرنے والا ہے، میں ان سے کہوں کہ یہ جواب آپ کا کیا قرآن و حدیث سے ہے کہ نافرمانی تم کرو، آداب سے ناواقف تم رہو اور حکم عدولی کر کے مہر و کرم کی امید رکھو۔ جھوٹی عزت و شہرت اور دولت کی حصولیابی کے لیے تو ہزاروں روپیہ خرچ کر کے اولاد کو غیر مذہبی تعلیم دلواؤ۔ ولایت بھیجنے کا بندوبست کرو اور اس مقدس دین کے آداب و ارکان سیکھنے کیواسطے اگر کوئی کہے، تبلائے تو تم لاپرواہی کا جواب، "کہ خدا معاف کرے گا" کہہ کر ٹالدو، میرے برادر یہ لفظ تو کسی محتاج و بے بس کو کہنا چاہیئے، آپ کے ہاتھ پیر بھی کام دیتے ہیں، آنکھیں بھی روشن، زبان بھی چلتی ہے۔ فرصت کی ابتدائی چند کتابیں بھی آپ خرید سکتے ہیں۔ پڑھنے کیلئے کچھ وقت بھی مل سکتا ہے

خیر آمدم بر سر مطلب! صحیح وضو و غسل کے بعد نماز پڑھنے کے قابل بن گئے۔ اب لباس کی طرف توجہ کیجئے فی زمانہ یورپین لباس بڑی شدت و ذوق سے اکثر احباب پہنتے ہیں۔ ہاتھوں کی کہنیاں کھلی ہوئی ہیں، سینے کا نصف حصہ کھلا ہوا ہے۔ اگر ٹوپی مل گئی تو فبہا ورنہ

ایک بالشت بھر رومال سر پر لپیٹ لیا اور نماز کو کھڑے ہو گئے، نماز میں پتلون[عہ] پہنکر بھی لوگوں کو دیکھا گیا ہے۔ یہ سب فعل مکروہ تحریمہ ہیں اور نمازوں کا اعادہ ضروری ہے بعض علاقوں میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ عمامہ اکثر بغیر ٹوپی کے پہنتے ہیں حالانکہ یہ فعل بھی مکروہ و خلاف سنت ہے حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمامہ کے اندر ٹوپی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بعض علاقوں میں بڑے بوڑھے پگڑی باندھتے ہیں جس کا عرض ایک بالشت اور طول تیس چالیس ہاتھ لمبا ہوتا ہے اور بالکل کفار کی طرز پر باندھکر نماز پڑھتے اور پڑھاتے بھی ہیں۔ حالانکہ غیر قوم کا تشبہ منع ہے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیزار ہیں۔ آدمی دنیا میں جس قوم سے تشبہ کرے گا قیامت میں اسی قوم کے ساتھ اس کا حشر ہوگا (خدا رحم فرمائے) یہ ظاہری خرابیاں تھیں اندرون نماز کتنی خرابیاں ہوں گی خدا ہی جانے تلفظ ملاحظہ ہوں۔ بہت سے اصحاب کو خالِکَ الفَوزُ الاُجُیمُ۔ بجائے ذالِکَ الفَوزُ العَظِیمُ کے پڑھتے سنا ہے حالانکہ قرآن کریم صحیح مخارج سے ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ یہاں تک حکم ہے کہ اگر کسی کو صحیح قرآن پڑھنا نہ آئے تو وہ تلاوت بھی نہ کرے کہ الٹا گناہ ہوگا یہ سب خامیاں، غلطیاں کیوں ہیں۔ ان کا سبب صاف ہے کہ علم دین سے بے رغبتی، علماء کرام سے دوری اور عاقبت کے خیال سے لاپرواہی۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس طرح غسل و وضو اور بے طریقہ نماز پڑھکر ہم نمازی کہلا سکتے ہیں۔ میرے بزرگو، دوستو کس قدر افسوس ہے ہماری حالت پر کہ ہم سردی و گرمی کی سختیاں جھیل کر اپنے کاموں کو چھوڑ کر خدا کی محبت و رضا حاصل کرنے کی خاطر اس سے ڈرتے ہوئے دوڑے ہوئے مسجد میں نماز کے لیے آتو جاتے ہیں مگر اس کے بتائے ہوئے آداب و طریق سے ہم بالکل واقف نہیں۔ ہزار سختیاں سہہ کر بھی ہم ناپاک ہی رہے تو بتایئے ایسی نمازیں اور دعائیں کیسے مقبول ہو سکتی ہیں۔ آپ ہی سوچئے دنیاوی دربار میں بھی اگر کوئی اپنے جسم پر گوبر اور کیچڑ ملکر حاضر ہونا چاہے تو کیا اس کو باریابی کی اجازت مل سکے گی۔ ہرگز نہیں۔ جب باریابی کی اجازت ہی نہ ملے تو عرض معروض اور مدعا حاصل کرنا تو دور کی بات ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیائے فانی کے دربار کے بھی آداب و طریق ہیں تو غور فرمایئے کہ جس کی شہنشاہیت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج رہا ہے جو مالک ارض و سماوات جل جلالہ و عم نوالہ ہے بھلا اس کے ہاں بے ڈھنگے، غلاظت آلودہ اور بدسلیقہ شخصوں کی نماز و دعا کیسے مقبول ہو سکتی ہے، جنبی اور بے غسلا کو مسجد کی حاضری بھی منع ہے جبتک پاک نہ ہولے۔

اب مسجد کے اماموں پر سرسری نظر کیجئے۔ جہاں دو تین آتا میں غلط سلط پڑھ لیں (اور چند پیسوں کی حصول میں) اپنے باپ کی موروثی گدی سمجھتے ہوئے امامت کرنے لگتے ہیں، حالانکہ یہ طریقہ غلط ہے۔ سب سے افضل ترین حق امامت علماء کا ہے اگر یہ ہوں تو جو شہر میں سب نمازیوں سے زیادہ مسائل طہارت و نماز کا جاننے والا صحیح قرأت پڑھنے والا متقی ہو اس کو امام بنایا جائے اسلئے کہ امام نائب رسول اور دربار الٰہی میں سفیر کی حیثیت رکھتا ہے جو مسلمانوں کا سردار کہلاتا ہے، بعض اماموں کو گھڑی کی چین باندھکر نماز پڑھاتے دیکھا گیا ہے۔ حالانکہ چاندی سونا تو مرد کو حرام ہے مگر دوسری دھات کا استعمال بھی غیر نماز میں ممنوع ہے اور جو غیر نماز میں ممنوع ہے اس کو نماز میں استعمال کرنا، پہننا مکروہ تحریمہ ہے نماز کو چین کھولکر دوبارہ لوٹانا ضروری ہے۔ بعضے امام سینما بین بھی ہیں، بعضے صاحب نصاب ہوتے ہوئے زکوٰۃ و صدقات فطرہ بھی بلا تکلف لیتے اور کھاتے ہیں، حالانکہ اس طرح نہ زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوتی ہے نہ لینے والے کو اس کا کھانا جائز ہے۔

ان صفات سے متصف اماموں کے متعلق مقتدیوں کو کہا جائے کہ آپکی نمازیں ان کے پیچھے مکروہ تحریمی ہیں واجب الاعادہ ہیں، تو جواب ملتا ہے کہ جو چلتا ہے چلنے دو صاحب۔ ہماری حیثیت اتنی نہیں کہ زیادہ تنخواہ والے امام بلوائیں۔ بعض جواب دیتے ہیں کہ بھائی صاحب ہم پیش امام کی بددعا نہیں لیتے ان کا روزگار چھوٹے گا تو ہم معتوب و برباد ہو جائیں گے، کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ! اس کا جواب یہ ہے کہ جناب کی دوکان، یا کارخانہ پر یہی امام صاحب ملازم ہوتے اور پھر یہ کام میں کوتاہی کرتے یا ناتجربہ کار ہوتے تو آپ اسی وقت چھٹی دیدیتے یا نہیں — ضرور دیدیتے۔ تو پھر یہ فریضۂ خداوندی پورے طور سے انجام نہیں دیسکتے، اسکی خرابی کا آپ کو ملال نہیں۔ بلکہ خواہ مخواہ انکی بددعا کا ڈر سامنے رکھتے ہو تمہاری دوکان سے ہٹاتے وقت کیا ان کی بددعا نہ لگتی اور برباد ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا — افسوس اے

عہ یعنی ایسی پتلون جس سے رکوع و سجدہ پورے ارکان کے ساتھ ادا نہ ہو سکے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

آخری قسط

از امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

ماحیِ رفض و تفضیل و نصب و خروج — حامیِ دین و سنت پہ لاکھوں سلام
جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر — اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام
جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی — ان سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام
باقیِ ساقیانِ شرابِ طہور — زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام
اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے — ان سب اہلِ مکانت پہ لاکھوں سلام
انکی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود — ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
شافعی مالک احمد امام حنیف — چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام
کاملانِ طریقت پہ کامل درود — حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام
غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ — جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
قطب ابدال و ارشاد و رشد الرشاد — محیِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام
جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء — اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
سید آل محمد امام الرشد! — گل روضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام
حضرتِ حمزہ شیرِ خدا و رسول — زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام
نام و کام و تن و جان و حال و مقال — سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام
نورِ جاں عطر مجموعہ آلِ رسول! — میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
زیبِ سجادہ سجاد نوری نہاد — احمدِ نور طینت! پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب — تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام
تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا — بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام
میرے استاد ماں باپ، بھائی بہن — اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا — مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اگلا شمارہ جماعت اسلامی نمبر ہوگا

کہنے کی باتیں

(اداریہ)

تاریخ اسلام نمبر

ہمیں اپنے احباب سے معذرت کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے کہ ہم اب تک آپ کے ذوق اور دورِ حاضر کی ضرورت کے مطابق ایک اہم تحفہ کو بار بار پیش کرنے کا اعلان کرنے کے بعد بھی ابھی تک نہ پیش کر سکے ــ اس کی وجہ قلم کار حضرات کی بے توجہی ہے۔ یا تو یوں کہئے کہ انہیں اس خشک موضوع سے کوئی دلچسپی نہیں یا وہ تاریخ اسلام سے بے خبر ہیں ــ بہر حال جو بھی ہو خاموشی ضرور ہے۔ مگر ہمارے خیال میں تاریخ اسلام ہی وہ دلچسپ و دلکش حسین سبق آموز، موضوع ہے جو ہر دور، ہر موسم ہر فضا میں قوم مسلم کا رفیق و راہبر ہے جس کا بدل اور مثل و نظیر ہو ہی نہیں سکتا، جس کی اہمیت کو غیر اقوام نے بھی محسوس کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سے زیادہ ہماری تاریخ کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اہل نظر کا قول ہے کہ جس کا ماضی روشن ہو وہ اسی راہ پر چل کر اپنے مستقبل کو بھی روشن بنا سکتا ہے۔ آج ہماری نظر مستقبل پر تو ہے اور ہم اپنے مستقبل کو حسین بنانے کی فکر میں دوسروں کے در پر جبیں سائی کر رہے ہیں، مغربی ممالک پر ہماری آنکھ لگی رہتی ہے مگر ہم اپنے ماضی پر نظر نہیں ڈالتے یہ خیال نہیں آتا کہ سورج مشرق سے طلوع ہو کر عالم کو منور کرتا ہے یہی مشرقی کرنیں مغرب کو بھی منور کرتی ہیں۔

اہل قلم حضرات کی بے حسی کی وجہ سے اب یہ بار ہمارے برادر عزیز اقبال احمد صاحب نوری، مدیر نوری کرن نے تنہا اپنی ذات پر لے لیا ہے۔ عنقریب ہی تاریخ اشاعت کا اعلان کیا جائے گا۔

مفتیٔ اعظم نمبر

الحمد للہ کہ مفتی اعظم نمبر، کا نام زبان پر آتے ہی اہلسنت میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی ہر طرف سے مبارکباد کے نغمے سنائی دینے لگے ہم نے بھی یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس نمبر کو اتنا حسین و خوشنما اور کارآمد حقیقت و بصیرت سے لبریز آپ کی خدمت میں پیش کریں گے کہ اس نمبر کو دیکھ کر آپ کی نظروں کے ساتھ دل بھی چمک اٹھیں گے۔ کیونکہ اس نمبر میں بہت سے چہروں کے ساتھ انکی دلی کیفیات بھی ظاہر ہو جائیں گی کہ حضور سیدی مفتی اعظم ہند مدظلہ شہزادۂ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے ظاہراً عقیدت کا اظہار کرتے آپ کے نام سے اپنی دوکان چلا رہے ہیں مگر انھیں مفتی اعظم ہند کی ذات ہی سے نہیں بلکہ آپ کے مشن سے کتنی نفرت ہے ــ مفتی اعظم نمبر کے اعلان ہی سے بہت سے چہرے ہمارے سامنے آ چکے جو خود تو اس سلسلے میں ہاتھ بٹانے سے رہے بلکہ دوسرے افراد کو روکنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔ کیونکہ سیاہ قلب نہیں چاہتے کہ حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ جن کی زندگی کا ہر ہر شعبہ جن کی عمر کا ہر ہر لمحہ اتباع شریعت، تقویٰ، پرہیزگاری سے روشن ہے۔ اندیشہ ہے کہ اسکی تابانی سے ہمارے چراغ ماند نہ پڑ جائیں

مگر جس طرح بعض مکدر قلوب کو مفتی اعظم نمبر کے اعلان سے ٹھیس پہنچی ہے اسی طرح ہزاروں لاکھوں دل اس مژدۂ جانفزا کو سنکر مسرت سے جھوم بھی اٹھے اور اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر اس نمبر کو کامیاب بنانے کی سعی میں مصروف ہو گئے مولیٰ تعالیٰ ان کی سعی کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے آمین پھر بھی ہم یہ اعلان کریں گے کہ ہر وہ فرد جس کو کبھی مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم کی صحبت باکرامت سے چند لمحے بھی حاصل ہوئے ہوں وہ اس موقع کی خصوصیات کو قلمبند کر کے دفتر نوری کرن جلد از جلد روانہ کرے۔

ہم ایک بار پھر عرض کریں گے کہ اکابر علمائے اہلسنت میں سے جو حضرات بھی اس سلسلے میں قلم اٹھا چکے ہیں ادارہ کو اپنے مضمون کے عنوان اور مضمون کی روانگی کی تاریخ سے مطلع فرما دیں بہتر ہو کہ یہ بھی فرما دیں کہ مضمون کتنے صفحات پر مشتمل ہوگا تاکہ ہم تاریخ اشاعت اور ضخامت کا اعلان کر دیں کیونکہ ہم اس نمبر کو کتابی سائز میں بہت حسین و خوشنما بنا کر پیش

نوری کرن کا اگلا شمارہ جماعت اسلامی نمبر ہوگا

شہیدِ اہلسنت کے قتل کی دردناک داستان کے متعلق

ایک ضروری وضاحت

از قلم محمد حشمت علی الرضوی القادری میلسی

جریدہ حمیدہ ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف کے شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۶ء میں مجاہد اہلسنت قاطع بدمذہبیت مولانا محمد حسن علی الرضوی دامت برکاتہم کے قلم حقیقت رقم سے نائب محدث الاعظم پاکستان شہید اہلسنت حضرت علامہ الحاج مولانا ابوالشاہ محمد عبد القادر صاحب القادری رضوی بانی و مہتمم جامعہ قادریہ رضویہ لائلپور کے قتل کی دردناک داستان شائع ہوئی مولانا موصوف نے غیر جانبدارانہ طور پر اس حقیقت افروز مضمون میں لائلپور شریف کے وہ حالات و کوائف قلمبند فرمائے تھے جو آپ نے لائلپور شریف میں تین ماہ تک بحیثیت نائب مدیر "محبوب حق" مشاہدہ فرمائے لیکن افسوس بغض و حسد کے نشہ سے مخمور ہو کر اچھا بھلا آدمی بھی کذب و افترا پر اتر آیا اور وہ اپنی سیاہ اعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے جھوٹ کے سہارے اپنی کاغذی ناؤ کو بچاتا ہے جامعہ رضویہ لائلپور کی تباہی اور لائلپور شریف کے حالات پر جب یہ حقیقت افروز مقالہ نوری کرن میں شائع ہوا تو ان لوگوں جن کے دل و دماغ میں کچھ ستم کا سودا سمایا ہوا ہے سنے واقعات کو جھٹلانے اور حقیقت کا منہ چڑانے کیلئے نہ صرف مجاہد اہلسنت زید مجدہٗ کو غلیظ گالیوں اور بازاری الزامات سے نوازا بلکہ اپنے مرکزی ترجمان ماہنامہ 'نوری کرن' کے خلاف بھی ان کی ہنگامہ خیز شتیزی حرکت میں آگئی اور جریدہ حمیدہ نوری کرن کو اپنی خرافات کی لپیٹ میں لے لیا۔ جہاں تک قتل کی دردناک داستان' کی حقانیت و صداقت کا تعلق تھا اگر مولانا حسن علی صاحب پر کسی صاحب کو اعتماد نہ تھا تو وہ پاکستان کے جلیل القدر اکابر علمائے اہلسنت خصوصاً محدث اعظم پاکستان حضرت قبلہ سیدی ملجائی مرشدی مولائی شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محترم حضرت قبلہ سیدنا صدر الشریعۃ بدر الطریقت رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دلبند شہزادہ والا جاہ مفسر پاکستان حضرت قبلہ علامہ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری الرضوی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔ استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری رضوی۔ مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی۔ مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب حضرت علامہ عارف اللہ میرٹھی مدیر سالک راولپنڈی۔ حضرت مفتی محمد اعجاز الرضوی صاحب۔ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی۔ مظہر شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد معین الدین صاحب شافعی الرضوی معتمد خاص و خلیفہ اعظم محدث پاکستان علیہ الرحمہ سے حالات دریافت کر لیتے ہوتے تو اس قسم کے غیظ و غضب میں آنے اور اپنی نام نہاد صداقت کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت ہی نہ رہتی اور پھر نوری کرن اور مدیر نوری کرن کے متعلق تو اپنی زبان میں لکھ دیا تھا۔ وہ کونسی غلط بات ہے جو مولانا حسن علی صاحب نے اپنے مضمون میں خلاف واقع تحریر فرمائی؟ کیا محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے بعد شہید اہلسنت مولانا عبد القادر صاحب علیہ الرحمہ کو جس منبر محدث اعظم نے اپنی جگہ اپنے نائب کو بٹھایا تھا اس کے خلاف ہنگامہ اور فساد کر کے نہ اتارا گیا؟ کیا محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار کی حاضری سے شہید اہلسنت کو بے عزت کر کے نہ روکا گیا؟ کیا مولانا عبد القادر مرحوم کے مکان میں جانے والے سرکاری نلکوں کا پانی بند نہ کیا گیا، کیا ان کے مکان کی بجلی کے تار توڑ کر بجلی بند نہ کرائی گئی؟ کیا مولانا عبد القادر صاحب کے مکان پر متعدد بار پتھراؤ نہ ہوا کیا شہید اہلسنت کے مکان کی کھڑکیاں اور دروازے نہیں توڑے گئے؟ کیا جس مسجد میں شہید اہلسنت محدث اعظم کے حکم سے امام مقرر ہوئے تھے اور جس مسجد میں پندرہ سال محدث اعظم اپنے لخت جگر اور بعد شہید اہلسنت علیہ الرحمہ کی اقتدار میں نمازیں ادا فرماتے رہے

بے عزتی کر کے اس مسجد میں غنڈوں سے ہنگامہ و فساد کر کے مولانا عبد القادر صاحب کو علیحدہ نہیں کیا گیا؟ کیا مولانا عبد القادر صاحب کی حقانیت و صداقت کی تائید کرنے اور سرپرستی فرمانے کے جرم میں اکابر اہلسنت علامہ ازہری صاحب۔ علامہ ابوالبرکات صاحب مفتی ظفر علی صاحب۔ مفتی احمد یار صاحب۔ مفتی محمد عمر اور مولانا بدایونی صاحب۔ مدیر رضوان اور مدیر سالک جیسے جلیل القدر علماء اہلسنت کو غدار ہندوستانی اور منافق نہیں کہا گیا؟ کیا میلاد النبی کے جلسوں اور محدث اعظم و سرکار اعلیحضرت کے عرس کی محفلوں عید میلاد کے جلوسوں میں عبد القادر مردہ باد کے نعرے نہیں لگائے گئے؟ اس قسم کے سیکڑوں الزام لگا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ نہیں کیا گیا۔ کیا برسر بازار روزہ کی حالت میں نماز کے لیئے جاتے ہوئے محدث اعظم کے نائب کو .... پندرہ سال نمازیں پڑھانے اور امامت کرنے والے بلکہ نماز جنازہ پڑھانے والے کو تیز دھار چاقوؤں کے اٹھارہ زخموں سے ذبح نہیں کیا گیا؟ کیا قاتل جامعہ کا طالب علم اور فدائیان رسول کا ممبر نہیں؟ کیا ان حقائق پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے؟ کیا یہ سب کچھ اسلام و سنیت کے نام پر ہوا؟ کیا آج جامعہ رضویہ میں وہ لوگ برسر اقتدار نہیں سنیت و رضویت کے باغی اور لائلپور شریف میں مسلک اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی عظمت و شوکت ایک نظر نہ دیکھ سکتے تھے؟ باقی رہا مولانا حسن علی صاحب کون ہیں، تو اگر کوئی صاحب بصیرت ہیں تو محدث اعظم پاکستان کے مزار پر جا کر خود صاحب مزار سے پوچھ لیں وہ خود فرما دیں گے کہ میرا یہ وہ لخت جگر نور بصر ہے جبکہ پاکستان میں بعض حضرات نے رضوی مسلک اور محدث اعظم پاکستان کے خلاف اپنے بغض و حسد سے مجبور ہو کر شورش برپا کی تھی تو اسی مجاہد اہلسنت نے اپنے رسائل اور کتابچوں سے ان کی خرافات کا منہ بند کیا تھا۔ باقی رہا صاحبزادوں کا ماننا تو سلسلہ عالیہ رضویہ میں وہی صاحبزادگان لائق تعظیم ہیں جو مسلک اہلسنت پر مضبوطی سے قائم ہوں جنھیں مذہب و ملت کا درد اور مسلک اعلیحضرت کی اشاعت کا جذبہ ہو جو خود شہزادہ اعلیحضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم القدسیہ اور شہزادۂ صدر الشریعۃ علامہ ازہری صاحب قبلہ کی بات اپنے لیئے قابل قبول نہ جانے پھر رضویوں اور امجدیوں کو ایسے صاحبزادہ سے کیا تعلق آخر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کو جو کچھ ملا وہ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ، سیدنا صدر الشریعۃ، سیدنا حجۃ الاسلام، سیدنا مفتی اعظم کے در کی بھیک تھی اور ان حضرات کی نظر رحمت فیض و شفقت نے سردار احمد' نائب اعلیحضرت، مظہر صدر الشریعۃ محدث اعظم، استاذ العلماء، صدر المدرسین، تاجدار اہلسنت کے بلند مقام پر پہنچایا۔ آج اگر کوئی بدنصیب حضور پر نور سیدنا مفتی اعظم شہزادہ اعلیحضرت کی بات اور فیصلہ بھی نہ مانے تو پھر اور کوئی سنی رضوی ایسے پیرزادہ صاحبزادہ کی کیسے مان سکتا ہے کہ حضرت قبلہ مفتی اعظم اور صدر العلماء علامہ ازہری صاحب کا فیصلہ ان لوگوں نے قبول کیا جن کے دل و دماغ میں جامعہ رضویہ کی دولت کا نشہ سمایا ہوا تھا اور جو دارالعلوم اہلسنت اور مرکزی جامع مسجد رضوی کو اپنی جاگیر اور ملکیت بنانا چاہتے تھے اور ان تمام اداروں کے بلا شرکت غیر خود مالک و مختار بننا چاہتے تھے۔ کیا محدث پاکستان علیہ الرحمہ نے کبھی کبھی ایسا سوچا؟ وہ مدرسہ کو دارالعلوم اہلسنت اور مسجد کو جامع مسجد اہلسنت، اپنے آپ کو خادم اہلسنت سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمہ سیدنا صدر الشریعۃ حضور حجۃ الاسلام و سیدی سندی مفتی اعظم ہند کا غلام اور نیاز مند کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ لیکن انکی آنکھ بند ہوتے ہی ہندوستانی اور پنجابی کا سوال اٹھانے والوں نے اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا اور مرکز کو تباہ و برباد کر کے تمام جاگیر پر قبضہ کی اسکیمیں بنائیں اور علمائے اہلسنت کے قتل کو جائز جانا اور محدث اعظم کے جانشینوں کو بلا وجہ ہندوستانی کہہ کر پریشان اور بدنام کیا گیا۔ باقی رہا حضرت مجاہد اہلسنت مدظلہ کا معاملہ تو ان شر پسند فتین عناصر کو معلوم ہونا چاہیئے یہ وہ مجاہد اہلسنت ہیں جن کو آقائے نعمت حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ۔ ملک العلماء حضرت علامہ مولانا ظفر الدین صاحب علیہ الرحمۃ اور مخدوم اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت سیدنا مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم نے اپنی اجازتوں سے مشرف فرمایا جس نے زندگی بھر مسلک اہلسنت کا تحفظ کیا اور سیدنا اعلیحضرت و سیدی محدث اعظم کے حاسدین کے باطل قلعوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ ان پر الزام تراشی بہتان پردازی اسی کے لیے جائز ہو سکتی ہے جو سیدی محدث اعظم کے عظمت و وقار سے ٹکرانا پسند کرتا ہو۔

۱

— — — — — — —

علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت ہو جاتا ہے اور تمہارے خصم کا مطلب حل ہو جاتا ہے وہ فتنے جو ابھی عالم وجود میں نہیں آئے ہیں صدیوں پہلے ان کی خبر دینا کیا علم غیب نہیں ہے۔ یقیناً یہی علم غیب ہے اب قارئین دونوں حدیثوں کے الفاظ مبارکہ کو بھی بنظر غائر دیکھیں پہلی حدیث جو امام بخاری نے روایت فرمائی ہے اس میں صاف موجود ہے فاخبرنا عن بداء الخلق دانائے غیوب نے ہمیں آغاز خلق سے حتیٰ کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو گئے دوسری حدیث جو مسلم نے روایت کی ہے اس میں صراحتاً موجود ہے فاخبرنا الی یوم القیمۃ بما ھو کائن رسول اکرم نے ہمیں ان تمام اشیاء کی خبر دی جو قیامت تک ہونے والی ہیں قارئین کرام بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ دونوں حدیثوں میں سے ایک حدیث میں صرف فتنوں کا ذکر ہے بلکہ ابتدا سے انتہا تک کے تمام حالات کی خبر دینا مذکور ہے۔ گزرے ہوئے اور آنیوالے حالات کا اخبار وارد ہے اس حالت میں حدیثوں کو فتنوں کی خبر میں محصور کرنا اشد فتنہ میں مبتلا کرنا نہیں تو اور کیا ہے درحقیقت شیطان کے لیے علم غیب ثابت کرنے والے، اعدائے بانیٔ اسلام ہمارے آقا فخر کونین باعث ایجاد عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وسعت علمی کا ذکر نہیں سن سکتے اس لیے ان کی اتباع شیطانی وعداوت نبی مجبور کرتی ہے کہ باوجود دلائل قاہرہ وبراہین ساطعہ کے انکار ہی کرتے رہو اور وہ چاہتے ہیں کہ سید کونین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بحار علوم واوصاف عظیمہ کو سمیٹ کر اور اقتصار و اختصار کر کے دنیا کے سامنے پیش کریں اور سیدھے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ و بے دین بنائیں اب دیکھئے شارحین دونوں حدیثوں کا کیا مطلب بیان فرماتے ہیں علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری حضرت عمر کی حدیث کے تحت ارقام فرماتے ہیں اختصار کی غرض سے محض ترجمہ ہی پیش کیا جاتا ہے کہ حضور نے مبداؤ معاش ومعاد سب کی خبر دی آگے تحریر فرماتے ہیں اور اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ حضور اکرم نے ابتدا سے انتہا تک مخلوقات کے احوال کی خبر دی اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں ارشاد

فرمانا خوارق عادت سے مہتم بالشان معجزہ ہے اور اس کا انکار کس طرح کیا جا سکتا ہے حالانکہ اس کے باوجود بے شمار معانی کثیرہ جمع کرنے والے کلمے بھی عطا فرمائے گئے ہیں۔

عینی جلد سابع ص۲۱۴ – ۲۱۵ کی اس ایمان افروز عبارت نے وہابیہ دیابنہ ملاعنہ کی مکاری کیادی دجالی کو بے نقاب کر دیا اور وضاحت فرما دی کہ دانائے غیوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے محض فتنوں ہی کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ شروع سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات کو بیان فرما دیا مومن کے دل میں اس قسم کے خیالات فاسدہ پیدا نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کا اعتقاد و یقین ہے کہ مختار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے معجزات ظاہرہ وباہرہ درست وحق ہیں اور اسے معلوم ہے کہ جس مخزن علوم منبع جود وکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ طاقت لازوال حاصل ہو کہ زمین پر کھڑے ہو کر اپنی انگشت مبارکہ کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے فرما دے، ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس فرما دیں انگشت ہائے مبارکہ سے کوثر و سلسبیل جاری فرما کر صحابۂ کرام کو سیراب فرما دیں جن کی نبوت و رسالت کی گواہی جانور اور شجر و حجر بھی دیں اور وہ نوشۂ معراج جو رات کے اول حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے ساتوں آسمان و عرش و کرسی کی سیر فرما کر واپس آجائیں انھیں دشوار کیا ہے صبح سے شام تک ایک دن میں آغاز کائنات سے اختتام کائنات تک کے ذرے ذرے کے تمام حالات کو بیان فرما دیں کور چشموں تمھیں یہ بھی نہیں معلوم ہو تا کہ زمانۂ رسالت کے بڑے بڑے فصحائے عرب اور سرداران عرب بھی یہ جانتے تھے کہ نبی کے لیے غیب داں ہونا ضروری ہے اور نبی کے معنی ہی غیب جاننے والے کے ہیں جب ہی تو ابوجہل نے کہا تھا کہ اگر آپ نبی و رسول ہیں تو یہ بتائیے کہ میری مٹھی میں کیا ہے۔ اور سرکار نے انھیں بتایا نہیں بلکہ وہ کنکریاں جو اسکی مٹھی میں تھیں ان بے جان کنکریوں نے سرکار دو عالم کی نبوت و رسالت کی گواہی بھی دی پھر رسول کا درجہ نبی کے درجہ سے اعلیٰ ہوتا ہے بایں وجہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علوشان کا کہنا ہی کیا۔ جو سید المرسلین ہیں ان کے دربار اقدس کے غلاموں کے لئے بھی غیبات

کے پردے کھل جاتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خطبۂ جمعہ کے درمیان ارشاد فرماتے ہیں یاساری الجبل یاساری الجبل اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو، اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو کیا اس زمانے میں بھی کوئی ٹیلی ویژن تھا جس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیکڑوں میل دور کے حالات کا مشاہدہ فرما کر تلقین فرما رہے ہیں معلوم ہوا کہ یہ غلامیٔ سید کونین کا ثمرہ تھا سیکڑوں میل مسافت کے حالات دیکھنے لگے اسی لیے تو امام بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔

فان من جودك الدنیا وضرتھا
ومن علومك علم اللوح والقلم

دنیا و آخرت آپ ہی کے کرم سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض حصہ ہے۔

اب میں آپ کے سامنے دیوبندیوں وہابیوں مودودیوں تبلیغیوں کے پیشوا رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھوی واشرفعلی کی کتابوں سے ان کے عقیدے کے حوالے نقل کرتا ہوں جن کو دیکھ کر آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر، براہین قاطعہ ص۵۱ میں لکھا ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یعنی شیطان ملک الموت کے علم سے زیادہ رسول اللہ کا علم ماننے والا مشرک ہے۔ شیطان وملک الموت علم میں خدا کے شریک ہیں جب ہی تو رسول اللہ کا ان سے زیادہ علم ماننا شرک ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض غیبوں کا علم حاصل ہے اس میں حضور کی خصوصیت نہیں، ایسا علم غیب تو عام لوگوں بلکہ ہر بچہ کو ہر پاگل کو تمام جانوروں کو چوپاؤں کو بھی حاصل ہے چنانچہ اشرفعلی نے حفظ الایمان میں ص۸ پر لکھا ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات کو حاصل ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک – امام اہلسنت نے فیصلہ فرمایا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

جامِ گل!

حضرت بیکل بلرامپوری

ہے سینے میں سب کے دھڑکتا ہوا دل مگر کچھ نہیں گر محبت نہیں ہے
وہ آنکھیں بہرطور بیکار ہی ہیں جو ایماں کی ایسی بصارت نہیں ہے
نہیں ہے اگر آمنہ کا دولارا، یہ قرآں نہیں یہ شریعت نہیں ہے
کہاں سے سجے گی یہ سیرت کی محفل اگر بزم ذکر ولادت نہیں ہے
ادھر شق ہوا چاند، سورج بھی لوٹا، ادھر سر کرتے ہیں کیسے یہ سجدہ
بتاسے ذرا منکر شان آقا، کہاں پر نبی کی حکومت نہیں ہے
یہ ذوق تہجد یہ حج اور روزے، یہ داغ جبیں یہ نمازوں کے سجدے
خیال نبی جس میں شامل نہیں ہے وہ مقبول داور عبادت نہیں ہے
خدا چاہتا ہے رہیں آپ راضی، شہ دیں کی ہر اک ادا رب کی مرضی
وجود دو عالم کی ہے کیا حقیقت اگر معلن جسم حضرت نہیں ہے
مزہ مل رہا ہے یہاں زندگی کا، صلہ مل رہا ہے یہاں بندگی کا
مجھے مل گئیں ہیں مدینہ کی گلیاں، نہیں خلد کی اب ضرورت نہیں ہے
یہ بوبکر، فاروق، عثمان وحیدر، یہی سلسلے ہیں مرے مصطفےٰ کے
اسے کیا ملے روشنی راہ حق کی جسے چار یاروں سے نسبت نہیں ہے
شہنشاہ طیبہ مدینہ بلالو، بڑی بے کسی ہے یہاں سے اٹھا لو
میں بیکل تمھارا ہوں جی کے کروں کیا یہاں زندگانی سلامت نہیں ہے

نوری کرن کا اگلا شمارہ جماعت اسلامی نمبر ہوگا ہدیہ ۱۲ عہ پاکستان کیلئے ۳ عہ